www.cpsglobal.org

February 2015 • No. 459 • Rs. 20

اگر آپ دوسروں کی ضرورت بن جائیں تو
آپ کو دوسروں سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرسالہ

جاری کردہ 1976

اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والا

اسلامی مرکز کا ترجمان

زیر سرپرستی

مولانا وحید الدین خاں

صدر اسلامی مرکز

Al-Risala Monthly
1, Nizamuddin West Market
New Delhi-110 013
Tel. 011-41827083, 46521511, Fax: 011-45651771
email: info@goodwordbooks.com
www.goodwordbooks.com

Subscription Rates
Single copy ₹20
One year ₹200
Two years ₹400
Three years ₹600
Abroad by Air Mail. One year $20

Printed and published by
Saniyasnain Khan on behalf of
Al-Markazul Islami, New Delhi.

Printed at Nice Printing Press,
7/10, Parwana Road,
Khureji Khas, Delhi-110 051

فروری 2015

فہرست

انسان کی تخلیق

قرآن کی سورہ التین میں تخلیقِ انسانی کے معاملے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ○ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ○ (95:1-8)
یعنی قسم ہے تین کی اور زیتون کی۔ اور طورِ سینا کی۔ اور اِس امن والے شہر کی۔ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر اس کو سب سے نیچے پھینک دیا۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ تو اب کیا ہے جس سے تم بدلہ ملنے کو جھٹلاتے ہو۔ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں۔

قرآن کی اس سورہ میں احسن تقویم سے مراد یہ ہے کہ انسان کو نہایت اعلیٰ ذوق (high taste) کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کے اندر جو احساس لذت (sense of enjoyment) ہے، وہ کسی بھی دوسری مخلوق میں نہیں، نہ جمادات میں، نہ نباتات میں، نہ حیوانات میں۔

اسفل سافلین میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے تخلیقی ساخت کے اعتبار سے اعلیٰ تسکین (satisfaction) کا طالب ہے۔ لیکن انسان کو اس دنیا میں کوئی بھی چیز اس کی طلب کے مطابق نہیں ملتی۔ اس دنیا میں انسان کو مسلسل طور پر عدم تشفی (unfulfillment) کی حالت میں جینا پڑتا ہے۔ گویا کہ انسان ایک ایسا طالب ہے جس کا مطلوب اس کو حاصل نہیں۔ خدا کے احسن الخالقین ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ یقیناً احکم الحاکمین بھی ہے۔ اس پہلو پر غور کرنے سے اس معاملے کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ انسان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اس فرق کو سمجھے۔ وہ اس تخلیقی حکمت کو دریافت کرے، اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگی کی تشکیل کرے۔ جو آدمی اس معرفت کا ثبوت دے، اس کے لئے آخرت کی ابدی دنیا میں اجر غیر ممنون (unending reward) مقدر کیا گیا ہے۔

ایمانی زندگی کے 10 مراحل

قرآن کی سورہ آل عمران کا آخری رکوع (200-190) کا مطالعہ کیجئے تو ایک انسان کی ایمانی زندگی کے 10 مراحل سامنے آتے ہیں۔ یہ 10 مراحل بالترتیب حسب ذیل ہیں:

1۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — عقل کو استعمال کرتے ہوئے آیات تخلیق میں مسلسل غور وفکر (continuous contemplation) کی زندگی گزارنا۔

2۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا — حقیقت کی شعوری دریافت (discovery)، اس دریافت کے مطابق اس کا درست رسپانس (right response) دینا۔

3۔ وقت کے منادیٔ ایمان کو پہچاننا، اس کا بھرپور ساتھ دینا، تمام فکری حجابات (intellectual conditioning) کو توڑ کر۔

4۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ — تاریخ میں بننے والے سچے انسانوں کی فہرست میں شامل ہونا، ان کے ساتھ حسن رفاقت کا متمنی ہونا۔

5۔ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا — دریافت کردہ سچائی کے ساتھ مکمل شرکت (total involvement)، زندگی کے سابق پیٹرن کو چھوڑ کر نیا پیٹرن اختیار کرنا۔

6۔ وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ — غیر مصالحانہ انداز (uncompromising stand) اختیار کرنا، کسی چیز کو عذر (excuse) نہ بنانا۔

7۔ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ — ایمانی زندگی کے لئے ہر قیمت (price) دینے کے لئے تیار رہنا، قربانی (sacrifice) کی حد تک قائم رہنا۔

8۔ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا — ایمانی مشن کے لئے سنجیدہ جدوجہد (sincere struggle) کرنا، اس راہ میں اپنی آخری کوشش صرف کر دینا۔

9۔ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ — جنت کی بشارت، جنت کے حصول کو اپنا واحد مرکز توجہ (sole concern) بنالینا۔

10۔ اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا — کامل صبر کا مزاج پیدا ہو جانا۔ ہر ڈسٹریکشن (distraction) سے بچتے ہوئے ایمانی سفر کی منزل طے کرنا۔

نزاع سے کامل پرہیز

قرآن کی سورہ الحج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے: فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ (22:67) یعنی وہ ہرگز اِس امر میں تم سے نزاع نہ کریں اور اُنھیں اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ اِس آیت میں دعوت الی اللہ کا اسلوب بتایا گیا ہے۔ وہ یہ کہ نزاعی امور کو نظر انداز کرتے ہوئے لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلاؤ۔ دعوت الی اللہ کے مسئلے کو ہرگز نزاع کا مسئلہ نہ بننے دو۔

دوسروں کو خطاب کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ نزاعی امور (controversial points) کو موضوع کلام بنایا جائے۔ مثلاً سیاسی اور سماجی حقوق کو لے کر تحریک چلائی جائے۔ یہ خدا کے نزدیک ایک غیر مطلوب طریقہ ہے۔ یہ طریقِ کار احتجاج سے شروع ہوتا ہے، اور آخر کار تشدد تک پہنچ جاتا ہے۔ اِس طریقِ کار کا کوئی مثبت فائدہ نہیں۔

اِس کے برعکس جب انسان کی فطرت کو ایڈریس کیا جائے تو وہ تمام تر غیر نزاعی بنیاد پر انسان کو مخاطب کرنا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں آدمی مجبور ہوتا ہے کہ وہ دعوت کو خود اپنی فطرت کی آواز سمجھے، اور اُس پر کھلے دل کے ساتھ غور کرے۔ یہی وہ فطری طریقہ ہے کہ جس کو قرآن میں دوسرے مقام پر وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا (4:63) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، یعنی لوگوں کو ایسے انداز میں خطاب کرو جو اُن کی فطرت کو ایڈریس کرنے والا ہو، جو اُن کو خود اپنی فطرت کی آواز معلوم ہو، جس کو وہ خود اپنی بات سمجھ کر قبول کرلیں۔

اجتماعی زندگی میں نزاع کا طریقہ اختیار کیا جائے تو اس سے صرف مسائل میں اضافہ ہوگا۔ نزاع ہمیشہ نفرت اور تشدد کا باعث بنتا ہے۔ نزاع کا طریقہ کبھی کسی خیر کا سبب نہیں بنتا۔ یہ بات جس طرح دوسرے پہلوؤں سے صحیح ہے، اسی طرح وہ دعوت کے پہلو سے بھی درست ہے۔ دعوت کے مواقع صرف اس وقت کھلتے ہیں جب کہ نزاع کی صورت حال کو یک طرفہ طور پر ختم کردیا جائے۔ اس دنیا میں نزاع کا خاتمہ دعوت کا آغاز ہے۔ نزاع اور دعوت دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔

ذات، مشن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسوہ حضرت عائشہ نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے: وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه إلا أن تنتهك حرمة الله، فينتقم لله بها- (صحيح البخاري، رقم الحديث: 3560) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا۔ البتہ اگر خدائی حرمت کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ کے لیے اس کا انتقام لیتے تھے۔

اِس روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت معلوم ہوتی ہے اور وہ ہے ذات اور مشن میں فرق کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ اگر کوئی شخص ایسی بات کہتا جس کا تعلق آپ کی ذات سے ہو تو آپ اس کو نظر انداز فرماتے تھے، لیکن اگر کوئی ایسی بات کہی جائے جس کا تعلق آپ کے پیغمبرانہ مشن سے ہو تو آپ شدت کے ساتھ اُس کا نوٹس لیتے تھے، اور یہ کوشش فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے مشن پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مخالفین ایک ایسی بات کہتے ہیں جو بظاہر داعی کے بارے میں ہوتی ہے، لیکن اپنے اثرات کے اعتبار سے اس کی زد داعی کے مشن پر پڑتی ہے۔ ایسے موقع پر داعی خاموش نہیں رہتا، بلکہ پر امن انداز میں وہ اس کا دفعیہ کرتا ہے، تاکہ مشن کو نقصان سے بچایا جاسکے۔

مشن ایک اجتماعی ظاہرہ ہے، اور ذات کا معاملہ ایک انفرادی معاملہ۔ افراد کے مجموعے سے مشن وجود میں آتا ہے، لیکن حکمت کا تقاضا ہے کہ مشن سے وابستہ حضرات، اِس فرق کو سمجھیں۔ وہ اپنی ذات کو مشن کے تحت سمجھیں، نہ کہ مشن کو اپنی ذات کے تحت۔ جس مشن کے افراد اِس فرق کو ملحوظ نہ رکھیں، وہ مشن کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر رہیں گے۔ اِس کے نتیجہ میں وہ اپنی ذات کا بھی نقصان کریں گے، اور مشن کا نقصان بھی۔

قتلِ انسان

قرآن کی سورہ المائدۃ میں قتلِ انسان کا حکم بتایا گیا ہے۔آیت کے الفاظ یہ ہیں: مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا (5:32)۔یعنی جو شخص کسی کو قتل کرے، بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا زمین میں فساد برپا کیا ہو تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک شخص کو بچایا تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو بچا لیا۔

خدا کی شریعت میں سب سے زیادہ سنگین جرم (serious crime) یہ ہے کہ کسی حقیقی سبب کے بغیر ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دے۔ایسے ایک انسانی قتل کو قرآن میں سارے انسانوں کو قتل کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ ایسا ایک واقعہ قتلِ انسانی کی حرمت کے بارے میں لوگوں کی حساسیت کو ختم کر دیتا ہے۔خدائی شریعت کے مطابق یہ مطلوب ہے کہ انسانی قتل کی حرمت کے بارے میں لوگ آخری حد تک حساس ہوں۔مگر جب کسی مسلّمہ سبب (accepted reason) کے بغیر کسی کو قتل کر دیا جائے تو لوگوں کے اندر احساس حرمت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

انسان کو پیدا کرنے والا، انسان نہیں ہے، بلکہ یہ خدا ہے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ ایسی حالت میں کسی انسان کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ وہ خدا کے پیدا کئے ہوئے انسان کو قتل کر دے۔ اس قسم کا قتل صرف اس وقت جائز ہوسکتا ہے جب کہ خود خدا کی شریعت کے مطابق اس کا جواز ثابت ہوتا ہو۔کوئی دوسرا عذر اس قسم کے فعل کو جائز ثابت نہیں کرتا۔ قاتل کا کوئی خود ساختہ عذر ہرگز ایسے فعل کے لئے کافی نہیں۔

یہ فطرت کا عام اصول ہے۔انسان نے پانی کو پیدا نہیں کیا، اس بنا پر انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ پانی کا ایک قطرہ بھی ضائع کرے۔انسان نے غذا کو پیدا نہیں کیا، اس بنا پر انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ چاول کا ایک دانہ بھی ضائع کرے۔یہی اصول شدید تر انداز میں انسان کے لئے ہے۔

کسی انسان نے انسان کو پیدا نہیں کیا، اس لئے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایک انسان کو اس کی زندگی سے محروم کردے۔

قتلِ انسان کا معاملہ اس سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ انسان کا قتل دراصل خالق کے منصوبہ کا قتل ہے۔ انسان تخلیق کا سب سے زیادہ نادر نمونہ ہے۔ خالق نے اس نادر نمونے کو یقینا کسی عظیم مقصد کے تحت بنایا ہے۔ ہر انسان جو پیدا ہوتا ہے، وہ ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کسی انسان کو قتل کرنا۔ سادہ طور پر ایک انسان کو قتل کرنے کے ہم معنی نہیں ہے، بلکہ وہ خود خالق کے تخلیقی منصوبے کو قتل کرنے کے ہم معنی ہے۔

جب ایک انسان پیدا ہوتا ہے تو وہ اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اِس دنیا میں زندگی گزارے۔ وہ یہاں خالق کے منصوبہ کی تکمیل کرے۔ وہ اپنے بارے میں خالق کی امیدوں کو پورا کرے۔ ایک انسان کا پیدا ہونا اتنا ہی اہم ہے جتنا ایک درخت کا اگنا۔ ایک درخت جب اگتا ہے تو وہ اس لئے اگتا ہے کہ وہ باغِ عالم میں نمو (grow) کرے۔ وہ بڑھ کر پورا درخت بنے، اور دنیا والوں کو پھول اور پھل کا تحفہ دے۔ ایسے درخت کو کاٹنا اگر ایک درجہ کا جرم ہے تو انسان کو قتل کرنا ہزار بلین سے بھی زیادہ بڑے درجے کا جرم ہے۔

انسان کو زندگی دینا کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اس کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ باحیات رہ کر اپنے مقصد تخلیق کو پورا کرے، وہ اپنے مقصد تخلیق کو دریافت کرے، پھر اس کے مطابق وہ اپنے لئے ایک عملی منصوبہ بنائے، پھر حقیقت پسندانہ انداز میں اس کو مکمل کرنے کی کوشش کرے، وہ اپنے سماج کا ایک مفید عنصر بنے، وہ تاریخ انسانی کے اس باب کو لکھے، جو اس کے خالق نے اس کے لئے مقدر کیا ہے۔

جہاد یا قبائلی کلچر کی توسیع

اسلام کے ابتدائی دور میں سن آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ اس کے بعد عرب کے قبائل افواج (النصر: 1) کی صورت میں اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ افواج سے مراد عمومی قبول اسلام (mass conversion) ہے۔ اس کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تاریخی بات ان الفاظ میں فرمائی تھی: عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الناس دخلوا في دين الله افواجا وسيخرجون منه افواجا (مسند احمد: 14696) جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہوئے، اور عن قریب وہ فوج درفوج اس سے نکل جائیں گے۔

جابر بن عبد اللہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کی وفات 78ھ میں ہوئی۔ انھوں نے جنگ صفین (37ھ) کا زمانہ دیکھا تھا، جب کہ مسلمان علی اور معاویہ کی قیادت میں دو گروہوں میں بٹ گئے تھے، اور آپس میں خون ریز جنگ کی تھی۔ یہ مسلم تاریخ کی پہلی سول وار (civil war) تھی۔ اس جنگ میں دونوں فریق کے جو لوگ قتل ہوئے، ان کی مجموعی تعداد تقریباً ستر ہزار تھی (البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، 7/274)۔

مذکورہ حدیث کے راوی جابر بن عبد اللہ ہیں۔ جابر بن عبد اللہ کے ایک پڑوسی کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے واپس آیا، اس وقت جابر بن عبد اللہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ انھوں نے امت کے افتراق اور باہمی جنگ کا ذکر کیا۔ اس پر جابر بن عبد اللہ رو پڑے، انھوں نے روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث بیان کی۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے اندر افتراق اور بگاڑ کے واقعات کیوں پیش آئے۔ اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ لوگوں کی نیتوں میں فساد آ گیا تھا، یا ان کے اندر اخلاص ختم ہوگیا تھا۔ اس صورت حال کا واحد سبب وہ ظاہرہ ہے، جس کو کنڈیشننگ (conditioning) کہا جاتا ہے۔

کنڈیشننگ وہی چیز ہے، جس کو عرب کے ایک قدیم مقولہ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا تھا: من شبّ علی شيء شاب علیه (منار القاري شرح مختصر صحیح البخاري: صفحه 60) یعنی آدمی جس چیز پر جوان ہوتا ہے، اسی پر وہ بوڑھا ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جوانی کی عمر میں جس ماحول میں آدمی کی کنڈیشننگ ہوتی ہے، اس کا اثر اس کی زندگی میں آخری وقت تک باقی رہتا ہے۔

یہ حقیقت ایک حدیث رسول میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: کل مولود یولد علی الفطرة فأبواه یهودانه، أو ینصرانه، أو یمجسانه (صحیح البخاري: 1385) یعنی ہر پیدا ہونے والا فطرت صحیح پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں، یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

مسلم نسلوں میں بعد کے زمانے میں جو بگاڑ پیدا ہوا، ان سب کا اصل سبب یہی کنڈیشننگ کا معاملہ تھا۔ عمومی قبولیت اسلام (mass conversion) کی بنا پر لوگ بڑی تعداد میں اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ دور پریس سے پہلے تعلیم وتربیت کا نظام موجود نہ تھا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ لوگ کلمہ پڑھ کر اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے، لیکن تربیتی نظام نہ ہونے کی بنا پر ان کی ڈی کنڈیشننگ (deconditioning) نہ ہوسکی۔ وہ مذہب کے اعتبار سے مسلم تھے، لیکن کلچر کے اعتبار سے وہ قدیم کلچرل روایات میں بدستور جیتے رہے۔ کثرت سے احادیث میں یہ پیشگی خبر دی گئی تھی کہ جلد ہی لوگوں کے اندر بگاڑ پیدا ہوجائے گا۔ اس بگاڑ کا سبب عام طور پر فتنہ کو سمجھا جاتا ہے، لیکن اپنی حقیقت کے اعتبار سے اس کا سبب کنڈیشننگ کا معاملہ تھا، یعنی اپنے قدیم مائنڈ سیٹ (mindset) کے زیر اثر کام کرنا۔

مثال کے طور پر ایک حدیث رسول مختلف کتب حدیث میں آئی ہے۔ یہ حدیث رسول تنبیہ (warning) کی زبان میں ہے۔ اُس کے الفاظ یہ ہیں: أفلا ترجعوا بعدي ضلالاً، یضرب بعضکم رقاب بعض (صحیح البخاري: 4406) یعنی آگاہ، میرے بعد تم لوگ لوٹ کر گمراہ نہ

ہوجانا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اِس حدیث رسول میں ترجعوا کا لفظ ہے، یعنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ جانا۔ یہ سابقہ حالت وہی تھی، جس سے نکل کر وہ اسلام میں داخل ہوئے تھے، یعنی قبائلی کلچر (tribal culture) اسلام سے پہلے یہ لوگ قبائل کلچر میں جیتے تھے۔قبائلی کلچر میں ہر آدمی کے پاس تلوار رہوتی تھی۔قبائلی کلچر میں پرامن تبادلۂ خیال (peaceful discussion) کا طریقہ رائج نہ تھا۔ وہ لوگ اختلاف کا حل صرف یہ سمجھتے تھے کہ لڑ کر اس کو طے کیا جائے۔

مزید یہ کہ لڑائی سے مسئلہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ کیوں کہ ہارنے والے فریق کے اندر انتقام کا جذبہ بھڑک اٹھتا تھا۔ اس طرح عملاً قبائلی دور مسلسل جنگ (chain war) کا دور بن گیا تھا۔پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ تم لوگوں کے اندر فطری طور پر اختلاف پیدا ہوں گے، مگر اس کو پرامن گفتگو کے ذریعہ حل کرنا، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ قبائلی کنڈیشننگ (tribal conditioning) کی بنا پر اختلاف کو عذر بنا کر دوبارہ تم آپس میں لڑنا شروع کردو۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اہلِ ایمان کی کنڈیشننگ باقی رہی، کیوں کہ اس زمانہ میں اس کی ڈی کنڈیشننگ کا کوئی نظام موجود نہ تھا۔ چنانچہ نہ صرف باہمی جنگ بلکہ ہر اعتبار سے قدیم روایات مسلمانوں کے اندر واپس آگئیں۔

قدیم روایات کی یہ واپسی ان مسلمانوں کے ذریعہ ہوئی، جن کا حال یہ تھا کہ اقرار کلمہ کے اعتبار سے وہ مسلمان ہوکر مسلم سماج میں داخل ہوچکے تھے، لیکن کنڈیشننگ کی بنا پر ان کا مائنڈ سیٹ یا قرآن کے الفاظ میں شاکلہ (17:24) اب بھی وہی تھا، جو قبل اسلام زمانے میں ان کے اندر بنا تھا۔ یہ معاملہ صرف عرب کے نومسلموں کا نہ تھا، بلکہ ان تمام نومسلموں کا تھا، جو بعد کے زمانے میں مختلف ملکوں میں بڑی تعداد میں اسلام کے دائرے میں داخل ہوتے رہے۔

ماضی کی طرف رجوع (return to past) کا یہ معاملہ مختلف اعتبار سے پیش آیا۔ مثلاً اسی بنا پر ایسا ہوا کہ خلفاء اربعہ کے بعد مسلمانوں میں خاندانی سلطنت (dynasty) کا دور آ گیا، جو پھر کبھی

ختم نہ ہوا۔ اسی طرح اسلامی عبادت مکمل طور پر مبنی بر فارم (form based) بن گئی، اسی طرح یہ ہوا کہ مسلم تاریخ سیاسی پیٹرن (political pattern) پر لکھی جانے لگی، وغیرہ۔

اس معاملہ کی سب سے زیادہ غیر مطلوب مثال وہ ہے جو مذکورہ حدیث کے مطابق جنگ وتشدد کی صورت میں پیش آئی۔ مسلمانوں کے اندر بعد کے زمانے میں جنگ وتشدد کا جو سلسلہ شروع ہوا اور جو آج تک جاری ہے، وہ دراصل اسی کنڈیشننگ کی بنا پر ہے۔ یہ معاملہ ایک لفظ میں جہاد کے نام پر قدیم قبائلی کلچر کی واپسی کا معاملہ ہے:

Jihad or expansion of tribal culture.
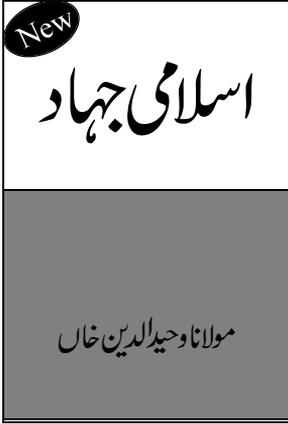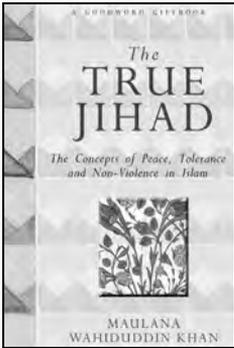
عذر میں جینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ان الفاظ میں آئی ہے: نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ (صحيح البخاري، رقم الحديث: 6412) یعنی دو نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں رہتے ہیں، وہ ہیں صحت اور فرصت۔ یعنی آدمی دنیا کے کاموں کی وجہ سے آخرت کو بھولا رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ جب صحت ہوگی تو آخرت کا کام کرلوں گا، اور جب فرصت ہوگی تب آخرت کا کام کرلوں گا۔

اِس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی دنیا پسندی کی وجہ سے پہلے یہ کرتا ہے کہ وہ غیر فطری عادتوں کی بنا پر اپنی صحت خراب کرلیتا ہے، اور پھر صحت کو عذر (excuse) بنا کر یہ سوچتا رہتا ہے کہ جب صحت ٹھیک ہوجائے گی تب آخرت کا کام کرلوں گا۔ اِسی طرح وہ پہلے اپنے آپ کو غیر ضروری کاموں میں مشغول کرلیتا ہے، اور پھر سوچتا رہتا ہے کہ جب فرصت ملے گی تب آخرت کا کام کرلوں گا۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو غیر فطری عادتوں سے بچائے، تاکہ اُس کی صحت درست ہو۔ اِسی طرح وہ غیر ضروری مشغولیتوں سے بچے، تاکہ آخرت کا کام کرنے کے لئے اُس کے پاس کافی وقت ہو۔

زندگی میں منصوبہ بندی (planning) کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اگر آدمی سوچ سمجھ کر منصوبہ بند زندگی گزارے تو فطرت کے قانون کے مطابق، اُس کی صحت بھی درست رہے گی، اور اُس کے پاس کافی وقت موجود ہوگا۔ اِس طرح اُس کے لیے یہ ممکن ہوگا کہ وہ زندگی کے معاملات کو گہرائی کے ساتھ سمجھے، اور ایسی زندگی گزارے جو اُس کی آخرت کے لیے مفید ہو۔

جو آدمی ایسا نہ کرے اور اپنے مسائل کو لے کر عذر پیش کرتا رہے، تو وہ ایک دہری غلطی میں مبتلا ہے — غلط انداز میں زندگی گزارنا اور پھر اُس کو درست ثابت کرنے کے لیے عذرات پیش کرنا۔

قرآن کی اشاعت

قرآن میں پیغمبر کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے: فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ ○ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ○ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ○ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ○ إِنَّ إِلَيْنَآ إِيَابَهُمْ ○ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ○ (88:21-26) یعنی پس تم یاد دہانی کرو، تم بس یاددہانی کرنے والے ہو۔ تم ان پر داروغہ نہیں۔ مگر جس نے روگردانی کی اور انکار کیا، تو اللہ اس کو بڑا عذاب دے گا۔ ہماری ہی طرف ان کی واپسی ہے۔ پھر ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔

اِس آیت میں 'ذَكِّرْ' کا لفظ آیا ہے۔ اِس کا مطلب قرآن کی ایک اور آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ اِس دوسری آیت میں یہ الفاظ آئے ہیں: فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ (50:45) یعنی پس تم قرآن کے ذریعہ اُس شخص کو نصیحت کرو جو میرے ڈرانے سے ڈرے۔ اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوتی کام یہ ہے کہ قرآن کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔ عربوں کو عربی زبان میں، اور دوسری قوموں کو ان کی اپنی قابل فہم زبانوں میں۔ قرآن میں آیا ہے کہ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (14:4) اور ہم نے جو پیغمبر بھی بھیجا اس کی مخاطب قوم کی زبان میں بھیجا۔

ابتدائی دور میں، جب کہ دعوت کا کام عربوں تک محدود تھا۔ اُس وقت عربی قرآن کو لوگوں تک پہنچانا کافی تھا۔ مگر اب جب کہ دعوت کا کام دنیا کی تمام قوموں سے متعلق ہو گیا ہے۔ اب اہلِ ایمان پر فرض کے درجہ میں ضروری ہے کہ وہ ہر قوم کی زبان میں قرآن کا ترجمہ تیار کریں اور منظم انداز میں اُس کو تمام قوموں تک پہنچائیں۔ اب یہ کافی نہیں کہ عربی قرآن کو چھاپا جائے اور اُس کو لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔ آج اگر مسلمان ایسا کریں کہ وہ قرآن کو آرٹ پیپر پر بہترین انداز میں چھاپیں، وہ اعلیٰ معیار کے مطابق، اس کی جلد بندی کریں، وہ سونے اور چاندی کے کام سے اُس کو خوشنما بنائیں، پھر وہ قرآن کا یہ نسخہ دوسری قوموں کو دیں تو ایسے قرآن کو لوگ صرف ایک گفٹ آئٹم سمجھیں گے، نہ کہ اپنے لیے گائڈ بک۔ اِس قسم کا خوبصورت عربی قرآن لوگوں کو دینے سے مسلمانوں کی دعوتی ذمہ داری ہرگز ادا نہیں ہوسکتی۔

دعا کی قبولیت کا معاملہ

روایت میں آتا ہے کہ مکی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے بارے میں ہدایت کی دعا کی۔ اس دعا کے الفاظ یہ تھے: اللهم اعزَّ الإسلام بأحب هذين الرجلين إليك بعمرو بن هشام أو بعمر بن الخطاب (الترمذي، رقم الحديث: 3681) یعنی اے اللہ، اِن دو شخصوں میں سے اپنے محبوب تر شخص کے ذریعہ اسلام کو طاقت دے، عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب۔

اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبولِ حق سے پہلے ہی کوئی شخص اللہ کو محبوب بن جاتا ہے۔ اِس روایت میں محبوبیت سے مراد طالب ہدایت ہونا ہے۔ دعا کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے جس شخص کے اندر ہدایت کی طلب پائی جاتی ہو، اُس کو اسلام کی توفیق دے، اور اس کو اسلام کے لیے حامی وناصر بنادے۔

اللہ کی محبت اس شخص کے لیے ہے جو حق کو قبول کرے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص قبولِ حق سے پہلے اللہ کا محبوب بندہ بن جائے۔ کوئی شخص قبول حق سے پہلے اپنی جس صلاحیت کی بنا پر اللہ کی نظر عنایت کا مستحق بنتا ہے، وہ یہ ہے کہ اُس کے اندر حق کی تلاش کا جذبہ موجود ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص حق کا طالب نہ ہو تو وہ اللہ کی نظرِ عنایت کا مستحق نہیں بنے گا، لیکن جس شخص کے اندر حق کی طلب پائی جائے، اس کو ضرور اللہ کی مدد پہنچے گی۔ اللہ کی عنایت سے اس کو حق قبول کرنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ پھر ایسا ہوگا کہ جو چیز پہلے اس کے دل میں طلب کے درجہ میں تھی، اب وہ اس کے لیے اعلان کی صورت حاصل کرلے گی۔ اِس حقیقت کو قرآن میں اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ (8:23) یعنی اور اگر اللہ کو ان کے بارے میں خیر کا علم ہوتا تو وہ ان کو ضرور سننے کی توفیق دیتا۔ قرآن کی اس آیت میں خیر سے مراد حق کی طلب ہے۔ ایک انسان کو اللہ کی مدد کا استحقاق ہمیشہ اُس کی اپنی طلب پر ہوتا ہے۔ جس آدمی کے اندر حق کی طلب پائی جائے، اس کو ضرور اللہ کی توفیق حاصل ہوگی، اور وہ حق کو قبول کر کے اپنی طلب کی تکمیل کرے گا۔ اس کے برعکس جو آدمی خود حق کا طالب نہ ہو، اس کو محض دعا کے ذریعہ قبول حق کا درجہ نہیں مل سکتا۔

معلوم حق

قرآن کی سورہ المعارج میں اہل ایمان کی ایک صفت ان الفاظ میں بتائی گئی ہے: وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (70:24-25) یعنی اور جن کے مالوں میں متعین حق ہے سائل اور محروم کا۔

سائل اور محروم کا ایک حق وہ ہے جو قانونی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اسی معلوم حق کو شریعت میں زکوۃ کہا گیا ہے۔ اس حق کی ادائیگی کے معاملے میں ایک حدیث ان الفاظ میں آئی ہے: تؤخذ من أغنيائهم وترد على فقرائهم (البخاري، رقم الحديث: 1395) یعنی ان کے مال والوں سے لینا اور ان کے بے مال والوں کی طرف لوٹانا۔

یہ معلوم حق کا ابتدائی مفہوم ہے۔ لیکن معلوم حق کا ایک اور مفہوم ہے، جو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ سائل کو باروزگار بنانا تاکہ وہ خود اپنی کمائی سے اپنی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اسی طرح محروم کا معلوم حق یہ ہے کہ اُس کے اِس تقاضے کو پورا کیا جائے کہ وہ بھی سماجی زندگی میں برابر کا درجہ پا سکے۔

محروم کے اس معلوم حق کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں نے تو کچھ نہیں کیا، البتہ مغرب کے سیکولر لوگوں نے اس معاملے میں اتنا زیادہ کیا کہ اس کو ایک مستقل شعبہ کی حیثیت دے دی۔ قدیم زمانے میں ایسے لوگوں کو ناقص الاعضاء (disabled) کہا جاتا تھا۔ اہل مغرب نے چاہا کہ ایسے لوگوں سے احساس کم تری کو ختم کریں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ناقص الاعضا افراد بھی کسی اور پہلو سے امکانی طور پر غیر ناقص ہوتے ہیں۔ چنانچہ 1980 میں ان کے لیے ایک نیا ٹرم وضع کیا گیا جس کو ڈفرینٹلی ایبلڈ (differently abled) کہا جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں اس قسم کے لوگوں کے لیے ایسے طریقے دریافت کیے گئے ہیں جن کو اختیار کرکے ناقص الاعضا شخص بھی نارمل زندگی گزار سکتا ہے۔

مواقع کی دنیا

خدا کے نقشۂ تخلیق (creation plan) کے مطابق موجودہ دنیا انسان کے لئے دارالابتلا (67:2) ہے، یعنی مقام امتحان (testing ground) ۔مگرسوال یہ ہے کہ انسان کا یہ امتحان کس لئے ہے۔

وہ امتحان برائے امتحان نہیں ہے بلکہ وہ اس لئے ہے کہ دنیا کے مختلف حالات سے گزرتے ہوئے ہر فرد کے رسپانس (response) کا ریکارڈ تیار کیا جائے، اور یہ دیکھا جائے کہ ان میں سے کون ہے جو جنت کی ابدی دنیا میں بسانے کے لئے مستحق امیدوار (deserving candidate) کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ موجودہ دنیا انسان کے لئے مواقع کی دنیا (world of opportunities) ہے۔ایک اعتبار سے اس کو امتحان کی جگہ (testing ground) کہا جائے گا، لیکن دوسرے اعتبار سے بلاشبہہ اس کا نام مواقع کی جگہ (opportunity ground) ہے۔

اہل جنت کی صفات کو قرآن میں اور حدیث میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے۔اس کے مطابق جنتی انسان کی مطلوب صفات یہ ہیں کہ وہ حقیقت کا اعتراف کرنے والا انسان ہو، اس کے اندر کامل معنوں میں مثبت سوچ (positive thinking) پائی جاتی ہو، وہ دوسروں کے لئے مسائل (nuisance) پیدا نہ کرے، وہ معاشرے کے اندر پرامن ممبر بن کر رہنے والا ہو، اس کے دل میں ہر ایک کے لئے کامل ہمدردی پائی جاتی ہو، وہ تواضع (modesty) کی صفت کا حامل ہو، وہ کامل معنوں میں ایک سچا انسان ہو، وغیرہ۔

موجودہ دنیا کے مختلف حالات کے درمیان رہتے ہوئے جو یہ ثابت کرے کہ وہ ان اعلیٰ صفات کا حامل انسان ہے، اس کو منتخب کر کے جنت کی ابدی دنیا میں بسایا جائے گا۔

اختلاف کا معاملہ

قرآن میں ایک حکم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (49:6) یعنی اے ایمان والو، اگر کوئی فاسق تمھارے پاس خبر لائے تو تم اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانی سے کوئی نقصان پہنچادو، پھر تم کو اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔

قرآن کی اس آیت میں اجتماعی زندگی کا ایک اصول بتایا گیا ہے۔ وہ یہ کہ جب کوئی شخص کوئی اختلافی بات کہے تو سننے والے کو ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اس کو بدنیتی کا معاملہ سمجھ لے، اور کہنے والے کو برا آدمی سمجھنے لگے۔ اس کے بجائے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس طرح کے معاملے کو تحقیق کا معاملہ سمجھا جائے نہ کہ کسی شخص کے بارے میں رائے قائم کرنے کا معاملہ۔ کسی کے بارے میں رائے قائم کرنا صرف اتمام حجت کے بعد جائز ہے، اس سے پہلے نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شکایت یا اختلاف کا سبب اکثر حالات میں بے خبری اور غلط فہمی ہوتا ہے۔ لوگ معاملے کے بارے میں صحیح معلومات نہ ہونے کی بنا پر ایک مخالفانہ رائے قائم کرلیتے ہیں۔ کسی کے بارے میں اس طرح رائے قائم کرنا درست نہیں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق، اتمام حجت سے پہلے تحقیق ہے، اور اتمام حجت کے بعد رائے قائم کرنا۔

اجتماعی زندگی میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف شکایت ہوجاتی ہے۔ یہ شکایت بڑھتے بڑھتے نفرت بن جاتی ہے، اور نفرت کے بعد مزید برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک دوسرے کو بدنام کرنا، ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کرنا، ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھ لینا۔ اس قسم کی اجتماعی خرابیوں کا سبب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ لوگ تحقیق کے بغیر رائے قائم کرلیتے ہیں، وہ جو کچھ سنتے ہیں، اس کو درست سمجھ لیتے ہیں۔ اس طریقے کا نتیجہ بے حد سنگین ہے — دنیا میں ندامت اور آخرت میں مواخذہ۔

کلام کی دو قسمیں

قرآن کے مطابق کلام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے قول بلیغ (4:63) اور دوسری قسم وہ ہے جس کو قرآن میں قولِ مُعجِب (2:204) کہا گیا ہے۔

قول بلیغ سے مراد وہ کلام ہے، جو آدمی کے ذہن کو ایڈریس (address) کرنے والا ہو، جو آدمی کو نئی سوچ میں ڈال دے۔قول مُعْجِب سے مراد وہ کلام ہے، جس کو سن کر آدمی کہہ اٹھے ونڈرفل اسپیچ (wonderful speech)۔لوگ اس کے کلام کی خوب تعریف کریں، لیکن اس کی وجہ سے ان کی زندگیوں میں کوئی انقلاب نہ آئے۔

جو شخص قول بلیغ کی زبان میں کلام کرے، اس کے گرد لوگوں کی بھیڑ اکٹھا نہیں ہوتی، اس کو عمومی مقبولیت حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ ایسا ہوتا ہے کہ جو افراد سنجیدہ ذہن رکھتے ہوں، جو سچائی کے متلاشی ہوں، ایسے افراد کو قول بلیغ سے اپنے لئے غذا ملتی ہے، ان کی غفلت ٹوٹتی ہے، ان کے اندر نیا تفکیری عمل (thinking process) شروع ہوجاتا ہے، وہ چیزوں پر ازسرنو غور کرنے لگتے ہیں، ان کا رائے قائم کرنے کا طریقہ بدل جاتا ہے۔ اب تک اگر وہ اپنی ذات کے لئے جی رہے تھے تو اب وہ حق کے لئے جینے والے بن جاتے ہیں۔ ان کے اندر ایک نیا مزاج ڈیولپ ہوتا ہے جس میں بولنا کم ہوتا ہے اور سوچنا زیادہ۔ دوسرے پر تنقید کم ہوتی ہے اور اپنی اصلاح کے بارے میں فکر کرنا زیادہ۔

قول مُعْجِب کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔قول معجب کا معاملہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایک لفظی مہارت کا معاملہ ہوتا ہے۔ ایسے افراد عوام پسند بولی بولنے کے ماہر ہوتے ہیں، ان کی باتیں سن کر لوگ تالیاں بجاتے ہیں، لوگوں کے درمیان ان کا خوب چرچا ہوتا ہے، لیکن حقیقی نتیجہ کے اعتبار سے دیکھئے تو آپ کو ظاہری بھیڑ کے درمیان معنوی سناٹا نظر آئے گا۔قول معجب کی تعریفیں تو خوب ہوں گی لیکن برسوں کے ہنگامے کے باوجود وہاں کوئی ایک فرد بھی ایسا نظر نہ آئے گا جس کے اندر کوئی حقیقی تبدیلی آئی ہو۔قول بلیغ سے محاسبہ خویش پیدا ہوتا ہے، اور قول مُعْجِب سے صرف قصیدہ خوانی۔

امانت، خیانت

قرآن میں ایک حکم ان الفاظ میں آیا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (8:27) یعنی اے ایمان والو، خیانت نہ کرو اللہ اور رسول کی اور خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں حالانکہ تم جانتے ہو۔ قرآن کی یہ آیت اہل ایمان کے لئے ایک بنیادی حکم کی حیثیت رکھتی ہے۔

خیانت کا لفظ امانت کی ضد ہے۔ اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے امانت کا مطلب آنسٹی (honesty) ہے، اور خیانت کا مطلب ڈس آنسٹی (dishonesty)۔ با اصول انسان کی سب سے بڑی صفت آنسٹی ہے، اور بے اصول انسان کی سب سے بڑی صفت ڈس آنسٹی۔ یہ دو الفاظ کسی انسان کی پوری زندگی کا خلاصہ ہیں۔ حقیقی معنوں میں انسان وہی ہے جو اپنے کیریکٹر کے اعتبار سے ایک آنسٹ انسان (honest man) ہو۔ اس کے مقابلے میں وہ انسان ایک غیر انسان ہے، جو اپنے کیریکٹر کے اعتبار سے ایک ڈس آنسٹ انسان ہو۔

آنسٹ انسان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ وہ ایک قابلِ پیشین گوئی کیرکٹر (predictable character) کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی شخص پیشگی طور پر یہ جان سکتا ہے کہ وہ اپنے قول اور اپنے عمل کے اعتبار سے کیسا انسان ہے، وہ ایک قابلِ اعتماد انسان ہے یا ایک نا قابلِ اعتماد انسان۔

اس کے مقابلے میں ڈس آنسٹ انسان اپنی صفات کے اعتبار سے اس کے برعکس انسان ہوتا ہے۔ اس کے قول و فعل کے بارے میں کوئی پیشگی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ جب اس سے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو وہ کس قسم کا انسان ثابت ہوگا۔ وہ اپنے کردار کے اعتبار سے ایک بے اصول انسان ہوتا ہے، اللہ کی نسبت سے بھی اور انسان کی نسبت سے بھی۔ وہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے انسان ہوتا ہے لیکن اپنی حقیقت کے اعتبار سے غیر انسان۔

نصرتِ خداوندی

قرآن کی سورہ الروم میں اللہ کی ایک سنت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (30:47) یعنی اور ہم نے تم سے پہلے رسولوں کو بھیجا ان کی قوم کی طرف۔ پس وہ ان کے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جنھوں نے جرم کیا تھا اور ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اہلِ ایمان کی مدد کریں۔

قرآن کی اس آیت میں پیغمبروں کے حوالے سے اللہ کی ایک سنت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس سنت کا تعلق ایسے اہلِ ایمان سے ہے جو دعوت الی اللہ کا کام کرنے کے لئے اٹھیں۔ ایسے لوگ ایک خدائی مشن (divine mission) کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں، وہ اللہ کے کنسرن (concern) کو اپنا کنسرن بناتے ہیں، وہ اپنے لئے جینے کے بجائے اللہ کے لئے جینے والے بنتے ہیں، وہ اپنے آپ کو اللہ کے کام کے لئے وقف کر دیتے ہیں، ایسے لوگ اپنے عمل سے اس حقیقت کا ثبوت دیتے ہیں کہ ان کا انحصار تمام تر اللہ پر ہو چکا ہے۔

ایسے لوگ اپنی حقیقت کے اعتبار سے اللہ کے خاص بندے بن جاتے ہیں، ان کا پورا وجود اس بات کی سفارش (recommendation) بن جاتا ہے کہ اللہ ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائے۔ اُن کے معاملے کو اللہ اپنا معاملہ قرار دے دے۔ اللہ اور بندے کے درمیان یہی خصوصی تعلق ہے، جس کو مذکورہ آیت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ دین کے داعیوں کا اللہ کے اوپر یہ حق (due) ہے کہ وہ ان کی خصوصی مدد کرے۔

جب کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کے مشن میں پوری طرح وقف کر دے تو اس کے بعد فطری طور پر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی زبان سے دعا کے ایسے کلمات نکلتے ہیں جو اللہ کی رحمت کو انووک (invoke) کرنے والے ہوں، جو اس کے لئے اللہ کی خصوصی مدد کو لازم بنا دیں۔

تقابل کی غلطی

ایک روایت کے مطابق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ليس لابن آدم حق في سوى هذه الخصال بيت يسكنه وثوب يواري عورته وجِلف الخبز والماء (الترمذي، رقم الحديث: 2341) یعنی اِس دنیا میں انسان کا حق صرف چند ہے۔ ایک گھر جس میں وہ رہے اور ایک کپڑا جو اُس کی ستر پوشی کرے اور روٹی کا ایک ٹکڑا اور پانی۔ یہ حدیث رسول بتاتی ہے کہ دنیا میں سامانِ حیات کا معیار کیا ہے، یعنی حقیقی ضرورت کے اعتبار سے وہ کیا چیز ہے جو اگر انسان کو مل جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو کافی سمجھے۔ اگر یہ معیار آدمی کے ذہن میں نہ رہے، اس کے برعکس آدمی کا معیار یہ ہو کہ اِس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کے پاس ایک عالی شان محل (palace) ہو تو وہ بقدرِ ضرورت گھر پر قانع نہ ہوگا، وہ اپنی ساری توجہ محل کو حاصل کرنے میں لگا دے گا، محل کے بغیر وہ اپنے آپ کو بے گھر (homeless) سمجھتا رہے گا۔

یہی معاملہ قوم کا ہے۔ اگر کوئی قوم بطور خود یہ سمجھ لے کہ اس کی قومی زندگی کے لیے سیاسی اقتدار لازمی طور پر ضروری ہے تو اس کو سیاسی اقتدار سے کم درجے کی چیز بے حقیقت معلوم ہوگی۔ ایسی قوم کو سیاسی اقتدار سے باہر ہزاروں چیزیں حاصل ہوں گی، لیکن ایسی قوم کے لوگ اقتدار سے محرومی کے غم میں پڑے رہیں گے، حتی کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اِس مفروضہ معیار کے حصول کے لیے ناکام لڑائی شروع کردیں اور نتیجۃً اپنی تباہی میں کچھ اور اضافہ کرلیں۔

موجودہ زمانہ میں مسلمان عام طور پر احساس محرومی کا شکار ہیں۔ حالانکہ یہ دور وہ تھا جب کہ وہ احساس یافت میں جینے والے ہوں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کا شکر کریں۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کا واحد سبب یہ ہے کہ انھوں نے بطور خود اسلام کا غلط معیار بنا رکھا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو، تب اسلام زندہ ہے، ورنہ اسلام زندہ نہیں۔ اِس جوش میں وہ اِس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ آج بھی پچاس سے زیادہ ملکوں میں مسلمانوں کا سیاسی اقتدار ہے، لیکن ان کو یہ کھلی حقیقت نظر نہیں آتی۔

دعوۃ اِن ایکشن

6 اکتوبر 2014 کی صبح کو موبائل پر ایک میسج آیا۔ یہ میسج محبوب بھائی (ممبئی) نے بھیجا تھا۔ ممبئی کی سی پی ایس ٹیم حال میں ناندیڑ گئی تھی۔ یہ میسج اسی وزٹ کے بارے میں تھا۔ میسج میں انھوں نے لکھا تھا:

> We have very encouraging news from Nanded. Today the first monthly Dawah Meet was held at Abdur Rahman Chaus's house after Isha prayer. Six people participated in this first meeting. Besides other things they discussed plans to meet mad'us in Nanded and surrounding areas. Monthly meets have started at almost all places visited by the CPS Mumbai team, alhamdulillah. (Mob. 9619163993)

ٹیلی فون پر گفتگو کے دوران محبوب بھائی نے بتایا کہ ہم لوگوں نے مہاراشٹر میں دعوتی اسفار کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، اس کے دوران ایک عجیب تجربہ سامنے آیا۔ ہماری ٹیم جس مقام پر جاتی ہے، وہاں الرسالہ کے قارئین بڑی تعداد میں جمع ہوجاتے ہیں، اور باقاعدہ دعوتی سرگرمی شروع کردیتے ہیں۔ ہر جگہ ہفتہ وار اجتماع، یا ماہانہ اجتماع کیا جانے لگا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہماری ٹیم جہاں جاتی ہے، وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر ممبئی کی ٹیم ہمارے یہاں آکر کام کرسکتی ہے تو ہم کیوں نہیں کرسکتے۔

مقابلہ (competition) کی اسپرٹ، ایک صحت مند اسپرٹ ہے۔ اس کو قرآن میں تَنافُس (83:26) کہا گیا ہے۔ یہ انسان کی ایک اعلیٰ خصوصیت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو ہر جگہ استعمال کیا جائے۔ الرسالہ کے قارئین کا حلقہ تقریباً ہر مقام پر موجود ہے۔ ہر اسٹیٹ میں ایسا ہونا چاہئے کہ مرکزی شہر کی سی پی ایس ٹیم مختلف مقامات پر جائے، اور قارئین الرسالہ کو جمع کرے۔ اس طرح لوگوں کے اندر ایک نئی بیداری پیدا ہوجائے گی۔

قرآن میں السائحون اور سائحات کے الفاظ ان لوگوں کے لئے آئے ہیں جو

سفری سرگرمیوں کے ذریعہ دعوت کا کام کرتے ہیں۔ آج کل کی زبان میں اس کو دعوہ اِن ایکشن (Dawah in action) کہا جاسکتا ہے۔ دعوت کے کام کو بڑھانے کے لئے یہ طریقہ بہت ضروری ہے۔ مقامی طور پر کام کرنا بھی ایک کام ہے، لیکن جب آپ سفر کرکے دوسرے مقامات پر جائیں تو اس کے ذریعہ دعوتی کام میں اضافہ ہوتا ہے۔ دعوت کا مشن نئی وسعت اختیار کرلیتا ہے۔

موجودہ زمانہ کمیونی کیشن (communication) کا زمانہ ہے۔ سفر کی جدید سہولتیں اور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے دعوہ ان ایکشن کے کام کے لئے عالمی راہیں کھول دی ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ اس کام کو مزید اضافہ کے ساتھ زندہ کیا جائے، جس کو قرآن میں سیاحت کہا گیا ہے۔

سیاحت صرف یہ نہیں ہے کہ دعوت کے پروگرام کے تحت آپ کہیں جائیں، بلکہ الرسالہ مشن کے ہر آدمی کو یہ کرنا ہے کہ وہ اپنے بیگ میں لٹریچر رکھے، وہ جب بھی کسی سے ملے تو اس کو تحفہ کے طور پر ایک کتاب پیش کرے۔ موجودہ زمانے میں ملاقات کے مواقع بھی بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ انسان جب بھی کسی کام کے لئے نکلتا ہے تو ہمیشہ اس کو جگہ جگہ نئے افراد ملتے ہیں۔ یہ تمام افراد آپ کو دعوتی کام کا موقع دے رہے ہیں۔

آپ کو چاہئے کہ دعوتی لٹریچر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں، اور ہر ملاقات کے موقع پر لوگوں کو اسے دیتے رہیں، یہ کام قریبی سفروں میں بھی کرنا ہے، اور دور کے سفروں میں بھی۔
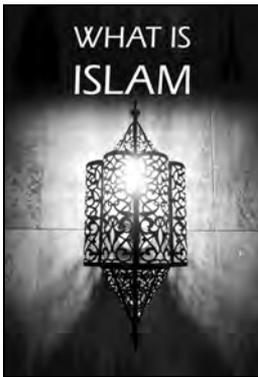
خدا: یقین کا سرچشمہ

God— A Source of Conviction

اگر آپ کے پاس کائناتی دوربین ہو اور آپ کائنات کے کسی مقام پر کھڑے ہو کر کائنات کا مشاہدہ کریں تو سب سے پہلے آپ کی نظر اس استثنائی planet پر جائے گی جس کا نام زمین ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ مکمل طور پر ایک lifeless دنیا میں زمین کا tiny planet زندگی اور زندگی کو sustain کرنے والے ہر قسم کے سامان سے بھر پور ہے۔ یہ نادر استثنائی منظر آپ کو ایک حیرتناک کیفیت میں مبتلا کردے گا۔

پھر آپ دیکھیں گے کہ زمین اپنے چاند اور دوسرے planets کے ساتھ مسلسل حرکت میں ہے۔ اس کی ایک گردش اپنے axis پر ہو رہی ہے، اس حرکت کے ساتھ ساتھ بیضوی دائرہ میں وہ مسلسل طور پر سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔ پھر یہ پورا سولر سسٹم کہکشاں کی عظیم پلیٹ پر وسیع تر دائرہ میں تیزی سے گھوم رہا ہے۔ پھر پورا کہکشانی نظام خلا میں دوسری بہت سی کہکشاؤں کے ساتھ ایک اور وسیع دائرہ میں مسلسل طور پر حرکت میں ہے۔

اتھاہ space میں ستاروں اور سیاروں کی یہ گردش آپ کو دہشت ناک حد تک عجیب معلوم ہوگی۔ پھر آپ جب دیکھیں گے کہ unbelievable حد تک آگ کے بڑے بڑے الاؤ جن کو ستارے کہا جاتا ہے، countless تعداد میں ادھر ادھر تیزی سے دوڑ رہے ہیں اور ان کے درمیان ہماری زمین ایک چھوٹے ذرّے کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ یہ سارا منظر آپ کو اتنا دہشت ناک حد تک عجیب معلوم ہوگا کہ آپ کو اپنا وجود اس کے سامنے بالکل بے قیمت اور حقیر دکھائی دینے لگے گا۔

یہ تجربہ آپ کو بیک وقت دو چیزوں کی دریافت کرائے گا۔ ایک یہ کہ اس دنیا کا ایک طاقتور خدا ہے جو اس کا Creator بھی ہے اور اس کا Sustainer بھی۔ اگر آپ اپنے چشم تصور میں اِس کائناتی منظر کو لے آئیں تو آپ کا دل پکار اٹھے گا کہ کائنات خود اپنے آپ میں اپنے خالق کا ایک بین ثبوت ہے۔

اس کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہ انسان اس کائنات میں ایک عاجز اور حقیر مخلوق ہے۔ خدا انسان کی ایک ایسی لازمی ضرورت ہے جس کے بغیر اس کا کوئی وجود ہی ممکن نہیں۔

یہ بلاشبہہ زندگی کی سب سے زیادہ اہم حقیقت ہے۔ اس حقیقت کا ادراک جب آدمی کو ہوجائے تو وہ بے اختیارانہ طور پر خدا کی طرف دوڑ پڑتا ہے۔ وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ پکار اٹھتا ہے کہ خدایا میری مدد فرما۔ تیری مدد کے بغیر میرا کوئی بھی کام بننے والا نہیں۔

اتھاہ کائنات میں خدا انسان کا سہارا ہے۔ وہ انسان کی کشتی کو سہارا دے کر اس کو ساحل تک پہنچانے والا ہے۔ خدا کا عقیدہ انسان کے لیے سب کچھ ہے۔ اس عقیدہ کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں۔

انسان کے عجز (helplessness) کا احساس جو کائنات کو دیکھ کر ہوتا ہے وہی ہر آدمی کو اپنی روز مرّہ کی زندگی میں بھی لازمی طور پر پیش آتا ہے۔ ہر عورت اور مرد بار بار اس تجربہ سے گزرتے ہیں کہ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ وہ محدودیت (limitation) کا شکار ہیں۔ وہ جو کچھ چاہتے ہیں اس کو وہ پا نہیں سکتے۔ ان کی زندگی بار بار ایسے احوال میں پھنس جاتی ہے جہاں وہ اپنے آپ کو بے بس (helpless) محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اسی کے ساتھ نقصان کا خوف، بیماری اور حادثہ اور بڑھاپا اور موت کا تجربہ بتاتا ہے کہ ہر آدمی اپنے سے برتر کسی طاقت کا محتاج ہے۔ ایک superior power کی مدد کے بغیر وہ اپنے کو کامیاب نہیں بنا سکتا۔ یہ احساس گویا خدا کے وجود کا ایک نفسیاتی ثبوت ہے۔ ہر آدمی لازمی طور پر اس نفسیاتی تجربہ سے دوچار ہوتا ہے۔ ہر آدمی خود اپنے اندر خدا کے وجود کی یقینی گواہی پا رہا ہے۔

ہر آدمی کی فطرت مستقل طور پر اس کو یہ آواز دے رہی ہے کہ تم کو ایک خدا کی ضرورت ہے۔ خدا کے بغیر تمہاری زندگی مکمل نہیں ہوسکتی۔ خدا کی مدد کے بغیر تم اپنے آپ کو کامیاب نہیں بنا سکتے۔

دعوتی مقصد کے لیے بہار اور جھارکھنڈ کے قارئین، حسب ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں:

A. H. M. Danyal
(President, Centre for Peace)
Mahatwana, Phulwarisharif, Patna-601505, Bihar
Mob. 09308477841, 09852208744

کلُب کلچر

قرآن کی سورہ الاعراف میں ایک انسانی صفت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے: وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (7:176) یعنی اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتے۔ مگر وہ زمین کا ہو رہا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگا۔ پس اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر تو اس پر بوجھ لادے تب بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، پس تم یہ احوال ان کو سناؤ تا کہ وہ سوچیں۔

ہانپنے کا فعل (panting) کوئی انسان اس وقت کرتا ہے جب کہ اس پر بوجھ لدا ہوا ہو۔ لیکن کلُب (dog) اپنی فطری بناوٹ کی وجہ سے ہر حال میں ہانپتا ہے، خواہ اس کے اوپر بوجھ ہو یا بوجھ نہ ہو۔ کلب کی اس فطری صفت کی مثال کو لے کر انسان کی ایک اخلاقی حالت کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ انسان اگر خواہش (desire) کا اتباع کرے تو اس کا حال کیا ہوتا ہے، اور اگر وہ خدا کی ہدایت (guidance) کا اتباع کرے تو اس کا حال کیا ہوتا ہے۔ خدائی ہدایت کا اتباع کرنے والا ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے، اور وہ شکر کی حالت ہے۔ خدائی ہدایت کی اتباع کرنے والا ہمیشہ شکر کے احساس میں جیتا ہے، خواہ دنیا کا سامان اس کو کم ملے یا زیادہ۔

اس کے برعکس حال اس انسان کا ہوتا ہے جو اتباعِ ہویٰ (خواہش کی پیروی) میں مبتلا ہو جائے۔ چوں کہ تخلیقی نقشے کے مطابق انسان کی خواہش لامحدود ہے، اور دنیا کی چیزیں محدود ہیں۔ اس بنا پر خواہش کی اتباع کرنے والے انسان کا حال یہ ہوگا کہ وہ ہر حال میں ہانپتا رہے گا، یعنی دنیا میں کم ملے تب بھی وہ شکر سے خالی ہوگا، اور اگر اس کو دنیا میں بظاہر زیادہ ملے تب بھی وہ شکر سے خالی رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ خواہش کی تکمیل صرف آخرت میں ہوگی، موجودہ دنیا میں خواہش کی تکمیل ہونے والی نہیں۔

اعتقادی کاملیت، عملی رخصت

انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں، ایک ذہنی اور دوسرا عملی۔ ایک انسان کی ذہنی زندگی (intellectual life) اور دوسری عملی زندگی (practical life)۔ دونوں اگرچہ انسانی زندگی کا حصہ ہیں، مگر دونوں کے تقاضے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ذہنی اور فکری اعتبار سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ آدمی اپنے اندر معیاری سوچ پیدا کرے۔ وہ چیزوں کے بارے میں معیار کے اعتبار سے رائے قائم کرے۔ قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی اور فکری اعتبار سے انسان سے اعلیٰ معیار مطلوب ہے، اس معاملہ میں اعلیٰ معیار سے کم تر کوئی حالت اللہ کے یہاں قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ اس سلسلہ کی ایک رہنما آیت یہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (4:116) یعنی بے شک اللہ اِس کو نہیں بخشے گا کہ اُس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اِس کے سوا کو بخش دے گا جس کے لیے چاہے گا۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بہک کر بہت دور جا پڑا۔ اس آیت میں شرک سے مراد صرف بت پرستی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک اللہ کے سوا کسی بھی اعتبار سے کسی کو اپنا کنسرن (concern) بنانا۔

انسانی زندگی کا دوسرا پہلو وہ ہے، جس کو عملی پہلو کہا جاسکتا ہے۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے، جس میں ہمیشہ کامل معیار پر قائم رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے عملی معاملہ میں رخصت (concession) کا امکان رکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کی ایک رہنما آیت یہ ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (39:53) یعنی کہو کہ اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ قرآن کی اس آیت میں ذنب سے مراد عملی کوتاہی ہے۔ اگر کوئی انسان اعتقادی اعتبار سے کامل ہو تو اِس کا امکان ہے کہ عملی اعتبار سے اس کا عذر قبول کرتے ہوئے اس کو معاف کردیا جائے۔

اٹلی اور اسپین کا دعوتی سفر

گڈ ورڈ بکس اور سی پی ایس انٹرنیشنل کے تحت بڑے پیمانے پر ترجمہ قرآن کی نشر و اشاعت کا کام ہو رہا ہے۔ اِس سلسلے میں مقامی پروگراموں کے علاوہ، اسفار کے ذریعے بھی ملک اور ملک کے باہر کے مختلف مقامات پر یہ کام کیا جاتا ہے۔ اِس سلسلے میں نومبر 2014 میں میرا یورپ اور ایشیا کے مختلف ملکوں کا سفر ہوا — اٹلی، اسپین، ترکی اور دبئی۔

میرے اٹلی کے سفر کا محرک ایک پروگرام تھا۔ یہ پروگرام 17 جولائی 2014 کو اسلامی مرکز (نئی دہلی) میں ہوا۔ اِس میں اٹلی کے اسپریچول رہنما مسٹر ماریو (Mario) کی قیادت میں اٹلی کے 90 مسیحی خواتین و حضرات شامل تھے۔ اِس موقع پر امن اور اسلام اور اسپریچویلٹی کے موضوع پر مولانا وحید الدین خاں کی ایک تقریر ہوئی۔ پروگرام کے خاتمے پر اٹیلین گروپ کے تمام خواتین و حضرات کو دعوتی لٹریچر اور قرآن کا انگریزی ترجمہ دیا گیا۔ لیکن مجھے یہ احساس ہوا کہ اطالوی (Italian) زبان میں ترجمہ قرآن ان کے لیے زیادہ قابلِ فہم ثابت ہوگا۔ اُس وقت میرے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ اردو، ہندی، انگریزی، وغیرہ کے بعد اب ضرورت ہے کہ اطالوی اور دوسری یورپی زبانوں میں بھی قرآن کا ترجمہ شائع کیا جائے۔ اِس سلسلے میں تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اطالوی زبان میں قرآن کے کئی تراجم موجود ہیں۔ اُن میں سب سے معروف ترجمہ وہ ہے جو اٹلی کے ایک نومسلم مسٹر حمزہ (Hamza Roberto Piccardo) نے تیار کیا ہے۔ چناں چہ میں نے ارادہ کیا کہ یورپ کے سفر کے دوران مترجم سے ضرور ملاقات کی جائے اور اُن سے اِس ترجمے کی اشاعت کی اجازت حاصل کر کے اس کو شائع کیا جائے۔

میرے اندر اٹلی جانے کا ابتدائی محرک اپریل 2014 میں پیدا ہوا تھا۔ اُس وقت میں پیرس میں تھا۔ یہاں اٹلی کے چند مسلمانوں سے ملاقات ہوئی — ابراہیم شبانی، فواد سلیم اور عزّ الدین۔ مسٹر ابراہیم شبانی اٹلی میں ایک ادارے کے ذمہ دار ہیں۔ اس ادارے کا نام یہ ہے:

المركز الاسلامي بسيستو-ميلانو (Centro Islamico di Sesto S.G. Milano)

اِسی طرح مسٹر سلیم فواد اور مسٹر عزالدین (Izzeddin Elzir) اٹلی کے ایک بڑے اسلامی ادارہ سے منسلک ہیں۔ اِس ادارے کا نام یہ ہے:

اتحاد الهيئات الإسلامية في إيطاليا

(Unione Delle Comunita Islamiche d’ Italia)

اِن حضرات سے دعوتی موضوع پر بات ہوئی تھی۔ انھوں نے مجھے اٹلی آنے کی دعوت دی تھی اور کہا تھا کہ آپ اٹلی آ کر دیکھیں، پھر ان شاء اللہ وہاں کے ماحول کو سامنے رکھ کر اٹلی میں دعوتی کام کو منظم کیا جاسکتا ہے۔ تاہم 2 نومبر 2014 کے اِس سفر میں جب میں اٹلی پہنچا تو اُن لوگوں سے ملاقات نہ ہوسکی۔ اس وقت وہ لوگ کسی پروگرام کے تحت شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔

31 اکتوبر 2014 کو نئی دہلی سے اٹلی کے لیے میرا سفر وایا فرانس ہوا۔ سفر کے دوران ایک دعوتی تجربہ پیش آیا۔ پیرس کے ایرپورٹ پر میں نے ائرفرانس کی ایک خاتون اسٹاف کو ریلٹی آف لائف (Reality of Life) کی ایک کاپی پیش کی۔ تھوڑی دیر کے بعد مذکورہ خاتون میرے پاس آئیں۔ اُس وقت ریلٹی آف لائف ان کے ہاتھ میں تھی۔ انھوں نے اس بک لٹ کا غالباً ایک حصہ پڑھ لیا تھا۔ انھوں نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے اِن الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا:

This is what I actually wanted to read. I liked it so much that I will cherish this book for the whole of my life.

پیرس سے مجھے اٹلی کے شہر میلان (Milan) کے لیے روانہ ہونا تھا۔ یہاں مجھے مسٹر حمزہ سے ملنا تھا۔ تاہم میلان جانے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے خاندان میں کسی شخص کی وفات ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ شہر میں نہیں ہیں، لہذا اِس وقت اُن سے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ان کے بیٹے مسٹر داؤد (Davide Piccardo) سے ملاقات ہوئی۔ گفتگو کے دوران اندازہ ہوا کہ وہ قرآن کے اِس ترجمے کی عمومی اشاعت کے حق میں نہیں ہیں۔ چنانچہ گفتگو کے باوجود ہمارے یہاں سے قرآن کے

اٹیلین ترجمے کی اشاعت کی اجازت نہ مل سکی۔

تاہم میلان کے اِس سفر کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ یہاں کے ایک اسلامک سنٹر (مریم مسجد) کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اِس سنٹر کی مسجد میں ایک عرب مسٹر ابراہیم امام ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مسجد کے مختلف شعبے دکھائے۔ میں نے کہا کہ میں اطالوی زبان میں قرآن کا ترجمہ کرانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ یہاں ایک مقامی خاتون مترجم عائشہ روڈولفی (Aicha Rodolfi) ہیں۔ اگر آپ اُن سے رابطہ کریں تو شاید اِس سلسلے میں وہ آپ کی رہنمائی کرسکیں۔

چناں چہ میں نے محترمہ عائشہ روڈولفی سے رابطہ کرکے اُن سے ملاقات کی۔ ان سے ملنے کے لئے میں اٹلی کے دوسرے شہر (Castelfranco Emilia) گیا۔ وہ ایک نومسلم خاتون ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ پہلے وہ ایک فیشن ماڈل تھیں۔ بعد کو وہ قرآن کی تعلیمات سے متاثر ہوئیں اور انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد ان کی والدہ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

عائشہ روڈولفی کے گھر پر ان کی والدہ اور مسٹر حسین سے ملاقات ہوئی۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ یہ لوگ یہاں بڑے پیمانے پر دعوہ ورک کررہے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ وہ اسٹریٹ دعوہ (Street Dawah) کے طریقے پر دعوت کا کام کرتے ہیں۔ اِس سلسلے میں وہ خاص طور پر تعارفِ اسلام کے موضوع پر سعودی عرب سے چھپے ہوئے پمفلٹس لوگوں کو دیتے ہیں۔ عائشہ روڈولفی نے بتایا کہ اِن پمفلٹس میں عام طور پر شرک وبدعات، توحید اور حلال وحرام کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ تاہم اِن کتابوں کا اسلوب یہاں کی جدید نسل کے ذہن کو ایڈریس نہیں کرتا۔ انھوں نے کہا کہ اگر اس سے بہتر اسلوب میں کوئی لٹریچر ہم کو مل جائے تو ہم اس کو پھیلائیں گے۔

عائشہ روڈولفی کو میں نے اپنے یہاں کی چھپی ہوئی کتابیں — ترجمہ قرآن، پمفلٹس، وغیرہ دکھائیں۔ انھوں نے اِس کو دیکھا اور پسند کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس لٹریچر کا ہم اطالوی زبان میں ترجمہ کریں گے۔ آپ اس کو انڈیا سے شائع کرکے ہمیں بھیج دیں، تاکہ ہم یہاں بڑے پیمانے پر لوگوں تک اس کو پہنچا سکیں۔ میں نے کہا ضرور، آپ اس کا ترجمہ کریں، یہی ہمارا اصل مقصد ہے۔ انھوں

Davide Piccardo

Hamza Roberto Piccardo

Imam Masjid Maryam, Milano

Br. Hussain (left), Aicha Rodolfi with her mother

نے کہا کہ ان شاء اللہ ہم ''اسٹریٹ دعوہ'' کے تحت اٹلی کے ہر شہر میں اِس لٹریچر کو پھیلانے کی کوشش کریں گے۔

اٹلی سے روانہ ہو کر 3 نومبر 2014 کو مجھے اسپین جانا تھا۔ اسپین کا سفر بھی دراصل قرآن کے اسپینی ترجمے کی اشاعت کے لیے تھا۔ اِس کا اصل محرک یہ تھا کہ خواجہ کلیم الدین صاحب (امریکا) کافی عرصے سے مجھ سے یہ کہتے رہے ہیں کہ امریکا میں، خاص طور پر ساؤتھ امریکا کے ملکوں میں قرآن کے اسپینش ترجمے کی بہت ضرورت ہے، کیوں کہ اسپین کے علاوہ ساؤتھ امریکا کے ملکوں میں بھی اسپینش زبان بولی جاتی ہے۔ مثلاً میکسکو، ارجنٹائنا، کولمبیا، پناما، کیوبا، چلی، پیرو، وینزولا، وغیرہ میں عام طور پر اسپینش (Spanish) زبان بولی جاتی ہے۔ کلیم الدین صاحب کا کہنا تھا کہ اگر اسپینش زبان میں قرآن کا ترجمہ اور دعوتی لٹریچر تیار ہو جائے تو ساؤتھ امریکا میں بڑے پیمانے پر اس کے ذریعے دعوہ ورک کیا جا سکتا ہے۔

جب میں نے اِس سلسلے میں جاننا چاہا تو معلوم ہوا کہ اسپینش زبان میں قرآن کے چار ترجمے موجود ہیں۔ ان میں سب سے معروف ترجمہ وہ ہے جس کو غرناطہ (Granada) کے مسٹر عبدالغنی (Abdul Ghani Melara Navio) نے تیار کیا ہے۔ یہ ترجمہ شاہ فہد قرآن کامپلیکس، مدینہ سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ کافی تلاش کے بعد غرناطہ کے مسٹر لقمان نیٹو (Luqman Nieto) کے ذریعے مترجم موصوف کا نمبر معلوم ہوا۔ چناں چہ اُن سے ملاقات کے لیے میں نے غرناطہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

چنانچہ پہلے میں اٹلی سے اسپین کے شہر مالقہ (Malaga) گیا۔ یہ غرناطہ سے قریب ایک تاریخی شہر ہے۔ یہاں انٹرنیشنل ائرپورٹ بھی ہے۔ مالقہ بھی اسلامی سلطنت کا حصہ تھا، اس لئے یہاں مسلم دور کی کافی عمارتیں موجود ہیں۔ مالقہ سے غرناطہ کے لئے ائرپورٹ سے ڈائریکٹ بس جاتی ہے۔ چناں چہ میں یہاں سے بذریعہ بس تقریباً ڈھائی گھنٹے میں غرناطہ پہنچ گیا۔ سفر کے دوران ہر طرف خوب صورت مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ دریا، پہاڑ، سبزہ، وغیرہ۔ یہاں کی مٹی سرخ رنگ کی تھی۔ اس میں ہر طرف دور تک پھیلے ہوئے زیتون کے سرسبز و شاداب باغات ایک عجیب منظر پیش کر رہے تھے۔

غرناطہ پہنچ کر میں نے مسٹر عبدالغنی کو فون کیا۔ وہ میرے ہوٹل کے قریب ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ بیس منٹ کے اندر وہ ہوٹل پہنچ گئے۔ تقریباً دو گھنٹے کی گفتگو کے بعد وہ اپنا لیپ ٹاپ لے کر آئے اور اُس پر مختلف چیزیں مجھ کو دکھانے لگے۔ مثلاً انھوں نے اپنے اسپینش ترجمہ قرآن پر تفسیری نوٹس لکھے ہیں، وہ انھوں نے مجھے دکھائے۔ مسٹر عبدالغنی عربی زبان وادب کے اچھے اسکالر ہیں۔ اِس وقت ان کی عمر تقریباً 70 سال ہوچکی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ غرناطہ کے ایک مسیحی خاندان میں پیدا ہوئے۔ تاہم اللہ کی توفیق سے 1979 میں انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ انھوں نے بتایا کہ 1970 کے زمانے میں یہاں مراکو سے ایک مسلم صوفی آئے تھے۔ اُن کی دعوت وتبلیغ سے متاثر ہوکر بڑی تعداد میں یہاں کے مسیحی لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ انھوں نے بتایا کہ میں بھی انھیں لوگوں میں سے ایک ہوں جو اُس وقت مذکورہ صوفی کی دعوت سے متاثر ہوکر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

دیر تک اُن سے امن اور جہاد وغیرہ کے موضوع پر بات ہوتی رہی۔ گفتگو کے دوران اندازہ ہوا کہ وہ ہماری امن اور جہاد کی آئڈیالوجی سے اتفاق نہیں رکھتے۔ گفتگو کے دوران ایک بات انھوں نے یہ کہی کہ قرآن کو مفت نہیں دینا چاہئے۔ اِس سے قرآن کی اہمیت لوگوں کی نظر میں کم ہوجاتی ہے۔ اِسی طرح گفتگو کے دوران غیر مسلموں کے لیے وہ بار بار ''کفار'' کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ غیر مسلموں کے لیے کفار کا لفظ استعمال کرنا درست نہیں۔ غیر مسلم ہمارے مدعو ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان۔ اِس اعتبار سے اُن کے لیے کفار کے بجائے ''مدعو'' کا لفظ استعمال کرنا درست ہوگا۔ میں نے ان سے اپنے یہاں سے قرآن کے اسپینش ترجمے کی اشاعت کی اجازت مانگی، اور اس کے لئے بطور رائلٹی ان کو ایک خطیر رقم کی پیش کش بھی کی، مگر وہ اس کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔

آخر میں میں نے اُن کو اپنے یہاں کا چھپا ہوا دعوتی لٹریچر دیا۔ مثلاً قرآن کا انگریزی ترجمہ، تذکیر القرآن (انگریزی) اور پرافٹ آف پیس، وغیرہ۔ اِس کو انھوں نے شکریے کے ساتھ قبول کیا اور کہا کہ مولانا وحیدالدین خاں کا یہ ترجمہ میرے پاس پہلے سے موجود ہے۔ پچھلے سال ہم نے غرناطہ کی

مسجد کے لئے قرآن اور دوسری تعارفی کتابیں بھیجی تھیں جو کہ وہاں تقسیم کی گئیں۔

غرناطہ کے ایک اور ادارے میں جانے کا اتفاق ہوا۔اس ادارے کا نام یہ ہے:

وقف الأندلس للتربية والتعليم (Fundación Educativa al-Andalus)

اِس ادارے کے ذمے دار مسٹر مضطر (M. Mujtar Medinilla) ہیں۔وہ ایک اسپینی مسلم ہیں۔ایک جرمن مسلمان مسٹر احمد (Ahmad Gross) کے ساتھ مل کر وہ اِس ادارے کو چلا رہے ہیں۔اِس ادارے کے تحت تعلیم وتربیت کے علاوہ دعوتی کام بھی ہوتا ہے۔یہ لوگ وہاں ایک بڑا اسلامی اسکول بھی قائم کرنے والے ہیں۔

مسٹر ادریس (Idris Medinilla) مسٹر مضطر کے بیٹے ہیں۔ وہ مجھ کو غرناطہ کے ایک اور سینٹر میں لے گئے۔اس کا نام یہ ہے:

مركز الدراسات الإسلامية (Centro de Estudios Islámicos)

یہ غرناطہ میں ایک بڑا دعوتی مرکز ہے۔یہاں لوگ کثرت سے آکر اسلام قبول کرتے ہیں۔اِسی طرح سیاح، خاص طور پر مسیحی حضرات بڑی تعداد میں اسلام کو جاننے کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔یہاں ایک بڑی لائبریری ہے۔اِسی طرح یہاں ایک وسیع اور خوبصورت لیکچر ہال بھی ہے۔اس ہال میں اسلام کے مختلف موضوعات پر پروگرام ہوتے رہتے ہیں۔

غرناطہ میں مولانا وحیدالدین خاں کے ترجمہ قرآن کے اسپینش ایڈیشن کی تیاری کے متعلق مسٹر لقمان نیٹو (مترجم اسپینش) سے بات ہوئی۔پہلے انھوں نے کہا کہ میں اسپینش زبان میں اس کا ترجمہ کرنے کی کوشش کروں گا۔تاہم بعد کو انھوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ قرآن کا ترجمہ آسان کام نہیں ہے، یہ ایک بہت بڑی ذمے داری کا کام ہے۔میں اپنے آپ کو اِس کا اہل نہیں پاتا۔اِس لیے میں اِس کام کے لیے معذرت خواہ ہوں۔اسپین میں جن اداروں میں جانے کا اتفاق ہوا، اُن میں سے ایک مقامی اخبار کا آفس تھا۔یہاں سے اسپینش زبان میں ایک پندرہ روزہ اخبار نکلتا ہے۔اس کا نام یہ ہے:

Islam Hoy (Islam Today)

Abdul Ghani Melera Navio (left)

Dawah at Al Hambra Palace

Granada Mosque

Madrid Mosque

Hanif Esccudero Uribe (right)

یہاں اخبار کے ایڈیٹر سے بھی ملاقات ہوئی ۔ اِس اخبار کے کئی ایڈیشن دیکھے ۔ معلوم ہوا کہ یہ سب مسلم قومی ذہن کی نمائندگی کررہے ہیں ۔ اِسی طرح یہاں مدرسہ ایڈیشن (Madrasa Edition) کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ ہے ۔ اس کے انچارج مذکورہ اسپینی نوجوان مسٹر ادریس (Idris Medinilla) ہیں ۔ مسٹر ادریس سے دعوتی موضوع پر بات ہوئی ۔ انھوں نے دعوتی کام میں اپنی دلچسپی ظاہر کی ۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمیں اسپینش زبان میں اپنا لٹریچر دیجئے ۔ ان شاء اللہ ہم اس کو یہاں کے مقامی لوگوں کے درمیان پھیلائیں گے ۔

4 نومبر 2014 کو غرناطہ میں الحمراء (Alhambra Palace) دیکھنے کا پروگرام تھا ۔ چناں چہ اس کا پیشگی ٹکٹ لے کر میں وہاں گیا ۔ غرناطہ (Granada) اسپین کے جنوب میں واقع ایک قدیم تاریخی شہر ہے ۔ غرناطہ کی شہرت کی اصل وجہ یہاں موجود قصر الحمراء ہے ۔ 1492 تک غرناطہ مسلم اسپین کی آخری ریاست تھا ۔ مسلم دورِ حکومت میں الحمراء قلعہ اور محل دونوں تھا، جس طرح دہلی کا لال قلعہ ہے ۔ الحمراء 889 اور 1358 عیسوی کے دوران مختلف مراحل میں بنایا گیا ۔ الحمراء آج بھی اسپین میں زائرین کا مرکزِ توجہ بنا ہوا ہے ۔ الحمراء اسپین کا سب سے بڑا سیاحتی مقام ہے ۔ الحمراء صرف ایک محل نہیں ہے، وہ نہایت وسیع باغات کے درمیان ایک پہاڑ پر واقع شاہی اقامت گاہ ہے ۔ الحمراء کا رقبہ 740 میٹر لمبا اور تقریباً 200 میٹر چوڑا ہے ۔

الحمراء غیر معمولی طور پر ایک بے حد خوب صورت مقام ہے ۔ الحمراء کو مکمل طور پر دیکھنے کے لیے ایک پورا دن مطلوب تھا، مگر وقت کم ہونے کی وجہ سے میں جلد ہی اس کے ایک حصے کو دیکھ کر واپس آ گیا ۔ یہاں زائرین کو میں نے دعوتی لٹریچر دیا ۔

غرناطہ کے ایک اور سینٹر میں جانے کا اتفاق ہوا ۔ یہ ادارہ الحمراء کے سامنے ایک اونچی پہاڑی پر واقع ہے ۔ یہاں ایک خوب صورت مسجد ہے ۔ اس سینٹر کا نام یہ ہے:

Grand Mosque of Granada

یہ مسجد یہاں کے نومسلم حضرات نے تقریباً تیس سال پہلے تعمیر کی تھی ۔ یہاں میں نے ظہر کی

نماز ادا کی۔ سینٹر میں کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی جو اسپین میں دعوتی کام کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں روزانہ تقریباً 500 زائرین آتے ہیں۔ یہاں سے الحمراء کا منظر نہایت دلکش نظر آتا ہے۔ یہاں ایک مکتبہ (bookshop) بھی ہے۔ اس میں تعارفِ اسلام کے موضوع پر کتابیں موجود ہیں۔ یہاں سینٹر کی مسجد کے ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو اپنے یہاں کا چھپا ہوا قرآن کا انگریزی ترجمہ اور دعوتی پمفلٹ What is Islam کا اسپینش ایڈیشن (¿Qué es el Islam?) دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ہمیں قرآن کے تراجم اور کتابچے بھیجیں گے تو ہم ان کو یہاں سیاحوں (tourists) کے درمیان پھیلائیں گے۔

غرناطہ سے فارغ ہوکر میں قرطبہ کے لیے روانہ ہوا۔ یہ ٹرین کے ذریعے تقریباً دو گھنٹے کا سفر تھا۔ قرطبہ (Cordoba) اسپین کا ایک قدیم شہر ہے۔ 711 عیسوی میں مسلمانوں نے اس کو فتح کیا اور 756 میں اس کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اس کے بعد پندرھویں صدی عیسوی تک وہ مسلم اسپین کا دارالسلطنت بنا رہا۔ دسویں صدی میں قرطبہ یورپ کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اس کی حیثیت ایک قسم کے عالمی کلچرل سنٹر کی ہوگئی تھی۔

قرطبہ میں اسپین کے مسلم دورِ حکومت (711-1492) کی بہت سی یادگاریں پائی جاتی ہیں۔ اِن میں مسجد قرطبہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہ مسجد بارہ ہزار مربع میٹر کے رقبے میں واقع ہے۔ اِس میں تقریباً بارہ سو ستون ہیں۔ اب اس کو چرچ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

مسجد قرطبہ کے وسیع صحن میں ہر طرف خوب صورت فوارے جاری تھے اور مختلف قسم کے درخت لگے ہوئے تھے۔ اِن درختوں میں پھل لٹکے ہوئے تھے۔

مسلم اقتدار کے خاتمہ کے بعد مسجد قرطبہ کو عیسائیوں نے چرچ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس معاملے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اسپین میں ایک مسیحی پیشوا سینٹ ونسنٹ (Saint Vincent Ferrer) گزرا ہے۔ مسیحیوں نے اس کے نام پر قرطبہ میں دریا کے کنارے ایک چرچ تعمیر کیا تھا۔ اس علاقہ پر سیاسی قبضہ کے بعد مسلمانوں نے عین اسی چرچ کی جگہ مسجد بنادی۔ اس طرح اس مسجد کے ساتھ

غیر ضروری طور پر نزاع کی حالت قائم ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ بعد کو 786 عیسوی میں سلطان عبد الرحمن الداخل نے عیسائیوں کو راضی کرکے اس جگہ کو خرید لیا اور وہاں مزید توسیع کے ساتھ عظیم مسجد قرطبہ کی تعمیر کی۔ اس تعمیر پر دو سال میں 80 ہزار دینار خرچ ہوئے۔ عیسائیوں کو جب دوبارہ سیاسی غلبہ ملا تو انھوں نے مسجد کے توسیعی حصہ کو چھوڑ دیا۔ تاہم سینٹ ونسنٹ چرچ کی ابتدائی جگہ کو دوبارہ انھوں نے گرجا میں تبدیل کردیا۔

مسجد قرطبہ کے قریب ایک اسلامی سینٹر تھا۔ اس میں مسجد کے علاوہ ایک ادارہ بھی قائم ہے۔ میں اس ادارے میں گیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت یہاں ترکی حکومت کے تعاون سے ریسٹوریشن (restoration) کا کام چل رہا ہے، اس وجہ سے یہ ادارہ فی الحال بند ہے۔ یہ ایک بڑا ادارہ تھا جس میں مسجد اور اسلامک سینٹر قائم ہے۔ اس ادارے کا پورا نام یہ ہے:

مسجد الأندلسيين (Mezquita De Los Andaluces)

الجامعة الإسلامية الدولية ابن رشد-الأندلس

(Universidad Islamica Internacional Averroes De Al-Andalus)

قرطبہ میں ایک اور اسلامی سینٹر ہے۔ اس سینٹر کو اسپین کے ایک مسلمان مسٹر محمد حنیف (Hanif Esccudero Uribe) کے والد نے تقریباً 25 سال پہلے قائم کیا تھا۔ اس ادارے میں کئی کام ہوتے ہیں۔ خاص طور پر یہاں کھانے پینے کی چیزوں کے لئے حلال سرٹیفکیشن (Halal Certification) جاری کیا جاتا ہے۔ میں اس ادارے میں گیا تو یہاں اسٹاف کے ایک ممبر مسٹر سعید (Said Bouzraal) سے ملاقات ہوئی۔ مسٹر سعید اس ادارے کے اشاعتی شعبے میں ایڈیٹر ہیں۔ یہاں سے اسپینش زبان میں کئی اہم کتابیں چھپی ہیں۔ یہاں سے معروف مترجم اور مفسر محمد اسد کا اسپینش ترجمہ قرآن بھی شائع ہوا ہے۔ میں نے اپنے یہاں سے اس کی اشاعت کی اجازت چاہی، مگر اس کی اجازت نہ مل سکی۔

مسٹر حنیف نے بتایا کہ ہمارے مرکز میں اسپین کے مختلف شہروں کے مسلمان آتے ہیں۔ وہ

یہاں کا دعوتی لٹریچر لے کر دعوتی کام کرتے ہیں۔ میں نے اپنے یہاں سے چھپا ہوا قرآن کا انگریزی ترجمہ اور دعوتی پمفلٹس مسٹر حنیف کو دیا۔ انھوں نے اس کو پسند کیا اور کہا کہ آپ ہم کو یہ لٹریچر مزید بھیجیں، تاکہ ہم اس کو یہاں دعوتی مقصد کے لیے استعمال کرسکیں۔

قرطبہ پہنچ کر مجھ کو قاضی منذر القرطبی کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ اسپین کے سلطان عبدالرحمن ناصر نے جب قرطبہ میں الزہراء کا محل تعمیر کرلیا تو ایک دن وہ اپنے سونے کے تخت پر بیٹھا۔ دربار میں بڑے بڑے لوگ جمع تھے۔ سلطان نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم نے سنا ہے کہ کبھی کسی نے ایسا عالی شان محل بنایا ہو۔ درباریوں نے خوب تعریف کی، مگر قاضی منذر سر جھکائے بیٹھے رہے۔ آخر میں سلطان نے قاضی منذر سے بولنے کے لیے کہا۔ قاضی منذر رو پڑے۔ انھوں نے کہا: خدا کی قسم، میرا یہ گمان نہیں تھا کہ شیطان تمھارے اوپر اتنا زیادہ قابو پالے گا کہ وہ تم کو کافروں کے درجہ تک پہنچا دے۔ سلطان نے کہا کہ دیکھئے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور کیسے آپ مجھے کافروں کے درجہ تک پہنچا رہے ہیں۔ اس کے بعد قاضی منذر نے قرآن سے سورہ الزخرف کی آیات 35-33 پڑھیں۔ ان آیتوں کو سن کر سلطان شدید طور پر متاثر ہوا اور رونے لگا۔ اس نے قاضی منذر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے اور مسلمانوں میں آپ جیسے بہت لوگ پیدا کرے۔

قرطبہ کے بعد مجھے میڈرڈ (Madrid) جانا تھا۔ یہ سفر میں نے ٹرین کے ذریعہ طے کیا۔ یہ ایک تیز رفتار ٹرین تھی جس کے ذریعے میں تقریباً چار گھنٹے میں قرطبہ سے میڈرڈ پہنچ گیا۔ میڈرڈ میں سعودی عرب کے تعاون سے ایک عظیم الشان مسجد اور اسلامی مرکز تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا نام یہ ہے:

المركز الثقافي الإسلامي بمدريد(Centro Cultural Islamico De Madrid)

یہاں میں نے ظہر کی نماز ادا کی۔ اس سینٹر میں اسلام کے مختلف پہلوؤں، مثلاً سیرتِ رسول وغیرہ کے موضوع پر ایک مستقل نمائش (Exhibition) کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اِس سینٹر کو دیکھنے کے لیے کثرت سے زائرین یہاں آتے ہیں۔ یہاں زائرین کے درمیان بڑے پیمانے پر دعوتی کام کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دعوتی مقصد کے تحت ''ڈسکور اسلام'' کے عنوان سے یہاں ایک پروگرام

چلایا جاتا ہے۔اس کا نام یہ ہے:

اکتشف الإسلام (Descubra El Islam)

اس سینٹر کے عرب ڈائریکٹر سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو الاسلام یتحدی اور اپنے یہاں کا چھپا ہوا قرآن کا انگریزی ترجمہ اور دعوتی پمفلٹ What is Islam کا اسپینش ایڈیشن (¿Qué es el Islam) دیا۔اس کو انھوں نے شکریے کے ساتھ قبول کیا۔

7 نومبر 2014 کو اسپین سے روانہ ہو کر مجھ کو ترکی جانا تھا۔ یہاں 10-8 نومبر کے درمیان ایک بک فیر (Istanbul International Book Fair) ہورہا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا بک فیر تھا۔ یہاں ترکی کے کئی بڑے پبلشرز اور پبلشنگ گروپ سے ملاقات ہوئی — تماس (Timas)، کائنات (Kaynak)، نسیل (Nesil) اور تسارم (Tasarim)، وغیرہ۔

اِن لوگوں کو میں نے مولانا وحید الدین خاں کا انگریزی ترجمہ قرآن (پاکٹ سائز) دکھایا۔ مسٹر راشد (Rasit Tibet) نے اِس کو بہت پسند کیا۔ انھوں نے کہا کہ ترکی زبان میں اسی طرح کا ترجمہ قرآن شائع کرنے کی ضرورت ہے۔انھوں نے کہا کہ یہاں بھی عام طور پر یہی رواج ہے کہ لوگ صرف قرآن کا عربی متن پڑھ لیتے ہیں، قرآن کو سمجھ کر اس کی تلاوت کرنے سے عموماً لوگ غافل ہیں۔ اِس لیے اگر اِس طرح کا ایک پاکٹ سائز ترجمہ قرآن یہاں کی مقامی زبان میں شائع کر دیا جائے تو وہ فہم قرآن کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔

یہاں ترکی کے ایک اور پبلشر (Bahar Publication) کے ڈائریکٹر مسٹر محمد (Mehmet Baspehlivan) سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مولانا وحید الدین خاں کی ایک کتاب ترکی زبان میں شائع کی ہے۔اِس کے علاوہ، وہ تذکیر القرآن کا ترکی ایڈیشن بھی شائع کرنا چاہتے ہیں۔ترکی کے سفر (مئی 2012) میں مولانا اُن کے گھر بھی گئے تھے اور وہاں ایک مختصر نشست ہوئی تھی۔

اِس سفر میں استانبول (ترکی) کی مسجد رستم پاشا (Rustem Pasha Mosque) کے

امام سے ملاقات ہوئی۔مسجد رستم پاشا ایک تاریخی مسجد ہے۔اِس مسجد کی تعمیر سولھویں صدی عیسوی میں ہوئی تھی۔اِس مسجد کی تعمیر میں استعمال کیے گئے ٹائلس (tiles) دنیا میں سب سے خوب صورت مانے جاتے ہیں۔اِس لیے یہاں بہت زیادہ سیاح (tourists) آتے ہیں۔

اس مسجد کے امام اسماعیل (Ismail Karakelle) سے تقریباً چار سال پہلے ترکی کے ایک سفر میں میری ملاقات ہوئی تھی۔اُس وقت اُن سے زائرین کے درمیان مولانا وحید الدین خاں کے انگریزی ترجمہ قرآن کے ڈسٹری بیوشن کی بات ہوئی تھی۔انھوں نے اس سے دلچسپی ظاہر کی۔چنانچہ میں نے اُن کو ترکی کے ایک پریس (Imak Printers) سے چھپوا کر اس کی تیس ہزار کاپیاں ان کو مسجد میں آنے والے زائرین کے درمیان ڈسٹری بیوٹ کرنے کے لیے دی تھیں۔اس کے بعد سے یہاں مسلسل قرآن ڈسٹری بیوشن کا کام جاری ہے۔اب کچھ مقامی اہلِ خیر کے تعاون سے ترکی ہی میں ہمارا انگریزی ترجمہ قرآن چھاپ کر لوگوں کو دیا جاتا ہے۔اب تک اِس ترجمے کی ایک لاکھ 80 ہزار کاپیاں زائرین کے درمیان تقسیم کی جاچکی ہیں۔

ترکی سے مجھے 11 نومبر 2014 کو دبئی جانا تھا۔ یہاں شارجہ میں ایک بک فیر (Sharjah International Book Fair) تھا۔یہاں پر ہمارا بھی اسٹال تھا جس کو بک لینڈ کے لوگ مینج کر رہے تھے۔یہ ایک بہت بڑا بک فیر تھا۔اِس میں کثرت سے عالمِ عرب کے تقریباً تمام بڑے پبلشرز آتے ہیں۔ اِس کے علاوہ یہاں انڈین پبلشرز بھی بہت بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔تاہم یہاں انڈین پبلشرز کے اسٹال پر بہت زیادہ بھیڑ ہوتی ہے۔خاص طور پر ساؤتھ انڈیا کے لوگ بہت زیادہ یہاں کے اسٹال پر وزٹ کرتے ہیں اور بڑے پیمانے پر یہاں سے کتابیں خریدتے ہیں۔اِس موقع پر وزٹرس کے درمیان بھی ہمارے یہاں سے چھپے ہوئے قرآن کے انگریزی ترجمے اور دعوتی پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔اس کو لوگوں نے شوق سے لیا۔

دبئی میں ہمارے کئی ساتھی قرآن ڈسٹری بیوشن کا کام کر رہے ہیں۔خاص طور پر مز سیما جلال، مسٹر جاوید خطیب، مسٹر سلیم عبد الرحمن۔اِن لوگوں نے حال میں قرآن ڈسٹری بیوشن کا ایک پروگرام

(100 Quran for 100 Hotels) بنایا تھا۔ اِس کے تحت دبئی کے ایک سو بڑے ہوٹلوں کے رسپشن (reception) پر ہمارے یہاں کا چھپا ہوا قرآن کا انگریزی ترجمہ ایک خوب صورت اسٹینڈ کے ساتھ رکھوایا گیا۔ دبئی ایک عالمی سیاحتی اور تجارتی مرکز ہے۔ اِس لیے یہاں دنیا کے ہر مقام سے بکثرت سیاح آتے ہیں۔ چناں چہ دبئی اوقاف کے تعاون سے دبئی میوزیم (متحف دبئی) میں بھی قرآن ڈسٹری بیوشن کا کام شروع کیا گیا ہے۔ میوزیم کے اگیزٹ گیٹ (exit gate) پر ایک ریک (rack) میں ہمارے یہاں کا چھپا ہوا قرآن کا ترجمہ رکھا ہوا ہے۔ اِس ریک پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں: خذ هديتك (Take Your Gift)۔ میوزیم سے جاتے ہوئے سیاح عام طور پر یہاں سے اس کو لے لیتے ہیں۔ میوزیم کے سیکورٹی گارڈ نے بتایا کہ ہم ریک میں قرآن کا ترجمہ رکھتے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں اس کی تمام کاپیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

اِس کے علاوہ دبئی کے کچھ اور بڑے ہوٹلوں کے کمروں میں بھی قرآن کا ترجمہ رکھوایا گیا ہے۔ مثلاً ناوٹل (Novotel Al Barsha) اور جُمیرا بیچ ہوٹل، وغیرہ۔ یہاں ہوٹل کے ہر کمرے میں ہمارے ساتھیوں نے قرآن کا انگریزی ترجمہ رکھوایا ہے۔ اِس کے علاوہ جُمیرا مسجد اور البدیہ مسجد میں بھی ہمارے یہاں کا چھپا ہوا قرآن کا انگریزی ترجمہ رکھا گیا ہے، تاکہ اس کو یہاں آنے والے سیاحوں کے درمیان تقسیم کیا جاسکے۔

دبئی کے سفر سے واپسی پر میرے پاس ترجمہ قرآن کی صرف ایک کاپی موجود تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس کا استعمال کیسے کیا جائے۔ اِس کے بعد جہاز میں ایک امریکی خاتون سے ملاقات ہوئی۔ وہ ایک بڑے گروپ کے ساتھ انڈیا آرہی تھیں۔ اُن سے دیر تک اسلام کے موضوع پر باتیں ہوتی رہیں۔ آخر میں میں نے ان کو قرآن کا یہ ترجمہ اور کچھ دعوتی پمفلٹس دئے۔ انھوں نے خوشی کے ساتھ اِس کو لیا اور کہا میں اس کو ضرور پڑھوں گی۔ اِس سے اندازہ ہوا کہ آدمی کو ہر وقت اپنے پاس قرآن کا ترجمہ اور دعوتی لٹریچر رکھنا چاہئے۔ کسی بھی وقت کوئی شخص مل سکتا ہے جس کو قرآن کا ترجمہ دے کر اُس تک خدا کا پیغام پہنچایا جاسکے۔ (ثانی اثنین خان)

اعلیٰ ترقی کا راز

دنیا کے 100 ارب پتی (billionaires) افراد کا سروے کیا گیا ہے۔ اِس سروے میں پایا گیا ہے کہ اکثر ارب پتی ایسے ہیں جو وراثت کے طور پر ارب پتی نہیں بنے۔ اُن کو کسی حکومت یا کسی ادارے کی طرف سے کوئی سپورٹ بھی نہیں ملا۔ انھوں نے صرف اپنی ذاتی کوشش سے اعلیٰ ترقی حاصل کی۔ اُن میں سے اکثر نے غریبی کی حالت سے آغاز کیا اور پھر ترقی کرتے ہوئے وہ ارب پتی بن گئے۔

اِس واقعے سے فطرت کا ایک اصول معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ محرومی صرف محرومی نہیں ہے، وہ آدمی کو ایک بہت بڑی چیز دیتی ہے اور وہ ہے طاقت ور محرک (incentive)۔ فطرت کے قانون کے مطابق، یہ ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو محرومی کی حالت میں پاتا ہے، اس کے اندر آگے بڑھنے کا ایک طاقت ور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ داخلی جذبہ اس کو مسلسل طور پر متحرک رکھتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کو کامیابی کی اعلیٰ منزل تک پہنچا دیتا ہے:

Being deprived creates strong motivation.

کسی انسان کے لیے سب سے بڑی چیز خارجی فیور (favour) نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے سب سے بڑی چیز داخلی محرک ہے۔ فیور سے آدمی کے اندر قناعت (contentment) پیدا ہوتا ہے اور جس آدمی کو فیور نہ ملے، اس کے اندر عدم آسودگی (discontentment) کی نفسیات پیدا ہوتی ہے اور تجربہ بتاتا ہے کہ عدم آسودگی کی نفسیات آدمی کو باعمل بناتی ہے، جب کہ آسودگی کی نفسیات اس کو بے عملی میں مبتلا کر دیتی ہے۔

Out of the world's 100 richest people today, 27% are heirs and 73% are self-made. Of the self-made, 18% have no college degree, and 36% are children of poor parents, but some billionaires had neither degree nor wealthy parents. (*Sunday Times of India,* New Delhi, August 18, 2013, p. 12)

خبرنامہ اسلامی مرکز—231

1۔ 13 جون 2014 کو سہارن پور سی پی ایس ٹیم نے آل انڈیا ہینڈی کیپڈ ریہاب لیٹیشن پروگرام میں شرکت کی اور اس پروگرام میں شرکت کے لئے آئے ہوئے سیاستداں اور سماجی ورکروں کے درمیان قرآن اور دعوہ لٹریچر تقسیم کیا۔

2۔ 15 جون 2014 کو نیشنل میڈیکل کالج سہارنپور نے اسپرنگ بیل اسکول کے ساتھ مل کر ایک بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد کیا تھا۔ اس پروگرام میں سی پی ایس سہارن پور نے تمام ڈاکٹر، نرسوں، اور بلڈ ڈونرس کو قرآن کا ترجمہ اور دوسرے دعوتی لٹریچر دئے۔

3۔ 28۔29 جون 2014 کو انگریزی روزنامہ ہندوستان ٹائمس نے مہاراجہ پیلیس میں دو روزہ پروگرام آرگنائز کیا تھا— اس میں سی پی ایس سہارن پور نے تمام شرکاء کو قرآن کا ترجمہ اور دیگر دعوتی لٹریچر کا تحفہ دیا۔ حاضرین میں سہارن پور کے کمشنر بطور چیف گیسٹ موجود تھے۔

4۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ صدر اسلامی مرکز کی انگریزی کتاب دی ٹرو جہاد (The True Jihad) کا عربی ترجمہ الجہاد الحق کے نام سے شائع ہو چکا ہے، جسے سعودی عرب کے مکتبہ العبیکان نے شائع کیا ہے۔ اور انڈونیشی ترجمہ کا کام چل رہا ہے۔

5۔ ایم ایس رمیاہ انسٹیٹیوٹ آف ٹکنالوجی، بنگلورو میں آئی آئی ٹی کھڑگپور، مغربی بنگال کی جانب سے روبوٹ ٹکنالوجی پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی، جس میں ایک چھوٹا سا پروگرام سماج میں امن کے متعلق بھی تھا۔ آرگنائزر کی دعوت پر سینٹر فار پیس بنگلور کی جانب سے مس سارہ فاطمہ نے اس پروگرام میں اسلام میں امن اور سی پی ایس کے ذریعہ اس تعلق سے ہو رہی کوششوں پر ایک لکچر دیا۔ لکچر کے بعد تمام حاضرین کو قرآن اور پیس کے موضوع پر لٹریچر دیا گیا۔ یہ پروگرام 12 ستمبر 2014 کو ہوا تھا۔

6۔ 27 اکتوبر 2014 کو کیلی فورنیا، امریکا سے انڈیا آئے ہوئے اسٹوڈنٹ کے ایک گروپ کو صدر اسلامی مرکز نے اسلام میں امن کی اہمیت پر خطاب کیا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب کا پروگرام بھی ہوا۔ آخر میں تمام مہمانوں کو قرآن کا انگریزی ترجمہ اور صدر اسلامی مرکز کی کتابوں کا ایک ایک سیٹ بطور تحفہ دیا گیا۔

7۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ملیشیا میں صدر اسلامی مرکز کا قرآن طبع ہو چکا ہے۔ یہ قرآن وہاں آنے والے ٹورسٹوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ گڈورڈ بکس، دہلی کے ملیشیا ڈسٹری بیوٹر سہیم انٹرپرائزز نے اس قرآن کو ملیشیا میں طبع کیا ہے۔

8۔ 1 نومبر 2014 کو سویڈن کی امیا (Umea) یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر تھامس لنڈگرن نے صدر اسلامی مرکز کا ایک مفصل انٹرویو لیا۔ یہ انٹرویو صدر اسلامی مرکز کی زندگی اور مشن پر تھا۔ پروفیسر موصوف اس سے پہلے بھی

مولانا کا انٹرویو کر چکے ہیں۔

11۔ 10 نومبر 2014 کو کولکاتا ٹیم نے خواتین کا ایک خصوصی پروگرام کیا۔ مس سعدیہ انجم نے یہ پروگرام چلایا۔ آخری میں تمام حاضر ہونے والی خواتین کو ترجمہ قرآن اور صدر اسلامی مرکز کی کتابوں کا ایک سیٹ دیا گیا۔

12۔ 11 نومبر 2014 کو سی پی ایس دہلی کی ایک ٹیم نے ودیا جیوتی کالج، دہلی کے ایک پروگرام میں حصہ لیا۔ یہ پروگرام کالج کے طلبہ کے لئے تھا۔ اس کا موضوع تھا کرشچن مسلم ڈائیلاگ۔ پروگرام کے بعد تمام حاضرین کو قرآن کا انگلش ترجمہ اور صدر اسلامی مرکز کی کتابوں کا ایک سیٹ دیا گیا۔ جسے تمام لوگوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

13۔ گڈورڈ بکس (Goodword Books) کی جانب سے ثانی اثنین خان نے 31 اکتوبر تا 10 نومبر 2014 کو اٹلی، اسپین، ترکی اور دبئی کا دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ کیسے عام کیا جائے۔ یہ دورہ کافی امید افزا رہا۔ اس دورے کی تفصیلی روداد صفحہ 44-30 پر دیکھی جاسکتی ہے۔

14۔ 11 نومبر 2014 کو ڈاکٹر فریدہ خانم نے پنجابی یونیورسٹی، پٹیالہ کی دعوت پر وہاں کا دو روزہ دورہ کیا۔ دورہ کا مقصد یونیورسٹی میں منعقد ہونے والے انٹرفیتھ پروگرام میں مذہب اسلام پر ایک لکچر دینا تھا۔ تمام لوگوں نے لکچر کو بہت پسند کیا۔ اس دوران ان کے درمیان قرآن اور دوسرے دعوتی لٹریچر تقسیم کئے گئے، جو انھوں نے بہت ہی خوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ بعض ذمہ داروں نے بتایا کہ پنجابی زبان میں قرآن کی زبردست ڈیمانڈ کو دیکھتے ہوئے انھوں نے سی پی ایس سے شائع ہونے والے ترجمۂ قرآن کا پنجابی زبان میں ٹرانسلیشن شروع کر دیا ہے۔

15۔ سی پی ایس کا دعوتی مشن اب تائیوان میں شروع ہو چکا ہے۔ ذیل میں وہاں کے داعی کا ایک پیغام نقل کیا جارہا ہے:

> I am very pleased to receive this message and I can assure you it had always been my wish to convey the message of Islam to people, especially to my colleagues. I will be very happy to take up this responsibility to work for the cause of God. Initially, I can support myself financially and also hope to include more people in this work. By the Grace of God, I may also find sponsors later on. But, I really want to spend the little I have in the cause of God, so that I can find it multiplied with my Lord. By the Grace of God, everything will go smoothly. (Adama Ceesay, Taiwan)

16۔ ذیل میں کچھ دعوتی تاثرات وتجربات نقل کئے جارہے ہیں:

- Respected Maulana Sahab, I have been reading your literature for a long time now and it has changed my life and thinking. I have reached two conclusions:

1: The Muslim world must understand that reasons for their *"zawal"* are not external *"sazish"* but rather Muslims themselves are responsible for it.

2: The Muslim movement should work on dawah and knowledge, and leave the government to the politicians. It gives me great pleasure that your hard, intelligent and persistent work is bringing Muslims all over the world to the realization of this point that the reason for our backwardness is not *"sazish"* against the Muslims, rather Muslims themselves are responsible for it. I pray and I am sure that soon the Muslim ulama and intelligentsia would realize that they should not work to change the government system, rather they should confine themselves to dawah and ilm (Jan Muhammad, Canada)

- I received an envelope from the Centre for Peace, Bangalore. Upon opening it, I was amazed to find the magazine, *Spirit of Islam* by one of my favourite scholars, Maulana Wahiduddin Khan. I have been following many of the articles of Maulana in *The Times of India,* and some months back I even ordered a copy of the Quran from the Centre for *Peace and Spirituality.* I am writing to you to appreciate the work that you all are doing. I think this is one of the best works to earn the Hereafter. I am very thankful for what you have given me and I will subscribe myself to the monthly magazine. Much thanks again for the work you are doing, and please let me know if there is anything I can do for this cause. (Asim Nabi, Aligarh, U.P).

ایجنسی الرسالہ

الرسالہ بیک وقت اردو اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ الرسالہ (اردو) کا مقصد مسلمانوں کی اصلاح اور ذہنی تعمیر ہے۔ الرسالہ (انگریزی) کا خاص مقصد یہ ہے کہ اسلام کی بے آمیز دعوت کو عام انسانوں تک پہنچایا جائے۔ الرسالہ کے تعمیری اور دعوتی مشن کا تقاضا ہے کہ آپ نہ صرف اس کو خود پڑھیں بلکہ اس کی ایجنسی لے کر اس کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں دوسروں تک پہنچائیں۔ ایجنسی گویا الرسالہ کے متوقع قارئین تک اس کو مسلسل پہنچانے کا ایک بہترین درمیانی وسیلہ ہے۔ الرسالہ (اردو) کی ایجنسی لینا ملّت کی ذہنی تعمیر میں حصہ لینا ہے جو آج ملت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اسی طرح الرسالہ (انگریزی) کی ایجنسی لینا اسلام کی عمومی دعوت کی مہم میں اپنے آپ کو شریک کرنا ہے جو کارِ نبوت ہے اور ملت کے اوپر سب سے بڑا فریضہ ہے۔

ایجنسی کی صورتیں

1۔ الرسالہ کی ایجنسی کم از کم پانچ پرچوں پر دی جاتی ہے۔ کمیشن 33 فی صد ہے۔ 50 پرچوں سے زیادہ تعداد پر کمیشن 40 فی صد ہے۔ پیکنگ اور روانگی کے تمام اخراجات ادارہ الرسالہ کے ذمہ ہوتے ہیں۔ 2۔ زیادہ تعداد والی ایجنسیوں کو ہر ماہ پرچے بذریعہ وی پی روانہ کئے جاتے ہیں۔ 3۔ کم تعداد والی ایجنسی کے لئے ادائیگی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پرچے ہر ماہ سادہ ڈاک سے بھیجے جائیں، اور صاحبِ ایجنسی ہر ماہ یا دو تین ماہ بعد اس کی رقم بذریعہ منی آرڈر روانہ کردے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تین مہینے تک پرچے سادہ ڈاک سے بھیجے جائیں اور اس کے بعد والے مہینے میں تمام پرچوں کی مجموعی رقم کی وی پی روانہ کی جائے۔

زرتعاون الرسالہ

	ہندستان کے لئے	بیرونی ممالک کے لئے (ہوائی ڈاک)
ایک سال	Rs. 200	$20
دو سال	Rs. 400	$40
تین سال	Rs. 600	$60

Rahnuma-e-Zindagi
by
Maulana Wahiduddin Khan
ETV Urdu
Tuesday-Friday 5.00 am

ISLAM FOR KIDS
by
Saniyasnain Khan
ETV Urdu
Every Sunday 9.00 am

عصری اسلوب میں اسلامی لٹریچر، مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے

اللہ اکبر
اتحادِ ملّت
احیاء اسلام
اسباق تاریخ
اسفار ہند
اسلام: ایک تعارف
اسلام: ایک عظیم جدوجہد
اسلام اور عصر حاضر
اسلام پندرہویں صدی میں
اسلام دور جدید کا خالق
اسلام دین فطرت
اسلام کا تعارف
اسلام کیا ہے
اسلامی تعلیمات
اسلامی دعوت
اسلامی زندگی
اظہارِ دین
اقوالِ حکمت
الاسلام
الربانیہ
امن عالم
امہات المومنین (ڈاکٹر فریدہ خانم)
انسان اپنے آپ کو پہچان
انسان کی منزل
ایمانی طاقت
آخری سفر
باغ جنت
پیغمبر اسلام
پیغمبر انقلاب
تذکیر القرآن

تاریخ دعوت حق
تاریخ کا سبق
تبلیغی تحریک
تجدید دین
تصویر ملت
تعارف اسلام
تعبیر کی غلطی
تعدد ازواج
تعمیر انسانیت
تعمیر حیات
تعمیر کی طرف
تعمیر ملت
حدیث رسول
حقیقت حج
حقیقت کی تلاش
حکمتِ اسلام
حل یہاں ہے
حیات طیبہ
خاتونِ اسلام
خاندانی زندگی (پمفلٹ)
خدا اور انسان
خلیج ڈائری
دعوت اسلام
دعوت حق
دین انسانیت
دین کامل
دین کی سیاسی تعبیر
دین کیا ہے
دین وشریعت
دینی تعلیم

ڈائری 1983-84
ڈائری 1989-90
ڈائری 1991-92
ڈائری 1993-94
رازِ حیات
راہ عمل
راہیں بند نہیں
روشن مستقبل
رہنمائے حیات (پمفلٹ)
رہنمائے حیات
زلزلہ قیامت
سبق آموز واقعات
سچا راستہ
سفرنامہ اسپین وفلسطین
سفرنامہ (غیرملکی اسفار، جلد اول)
سفرنامہ (غیرملکی اسفار، جلد دوم)
سوشلزم اور اسلام
سوشلزم ایک غیر اسلامی نظریہ
سیرتِ رسول
شتم رسول کا مسئلہ
صراطِ مستقیم
صوم رمضان
طلاق اسلام میں
ظہور اسلام
عظمت اسلام
عظمت صحابہ
عظمت قرآن
عظمتِ مومن
عقلیاتِ اسلام
علما اور دور جدید

عورت معمارِ انسانیت
فسادات کا مسئلہ
فکر اسلامی
قال اللہ وقال الرسول
قرآن کا مطلوب انسان
قیادت نامہ
کاروانِ ملت
کتابِ زندگی
کتابِ معرفت
کشمیر میں امن
مارکسزم: تاریخ جس کو رد کر چکی ہے
مذہب اور جدید چیلنج
مذہب اور سائنس
مسائل اجتہاد
مضامین اسلام
مطالعۂ حدیث
مطالعۂ سیرت (پمفلٹ)
مطالعۂ سیرت
مطالعۂ قرآن
منزل کی طرف
مولانا مودودی شخصیت اور تحریک (ڈاکٹر فریدہ خانم)
میوات کا سفر
نار جہنم
نثری تقریریں
نئے عہد کے دروازے پر
ہندستان آزادی کے بعد
ہندستانی مسلمان
ہند-پاک ڈائری
یکساں سول کوڈ

Date of Posting 10th and 11th of advance month Postal Regn. No. DL(S)-01/3130/2015-17
Published on the 1st of every month RNI 28822/76
Licenced to Post without Prepayment U (SE) 12/2015-17